خلافت لائبریری ربوہ

روزنامہ الفضل ربوہ

CPL 61

فون 213029

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 47-82 نمبر 240

بدھ 26 جمادی الثانی ۔1418ھ 29 اخاء 1376ہش 29 اکتوبر 1997ء

خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے والا سعادت مند ہے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے والا سعادت مند ہے۔ انسان مصیبت میں بد دماغ نہ ہو اور غیر اللہ پر بھروسہ نہ کرے یکدفعہ ہی خفیف عوارض شدید ہونے لگ جاتے ہیں کبھی قلب کا علاج کرتے کرتے دماغ پر آفت آجاتی ہے۔ کبھی سردی کے پہلو پر علاج کرتے کرتے گرمی کا زور چڑھ جاتا ہے۔ کون ان بیماریوں پر حاوی ہو سکتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ کرنا چاہئے۔ انسان ان حشرات الارض اور سمیات کو کب گن سکتا ہے صرف بیماریوں کو بھی نہیں گن سکتا لکھا ہے کہ صرف آنکھ ہی کی تین ہزار بیماریاں ہیں (-) پس اللہ تعالیٰ ہی کی پناہ میں آنا چاہئے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 166)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

متقیوں کا سربراہ بننے کے لئے دعا کریں اور متقیوں کا سربراہ بننے کے لئے کوشش کریں

خطبہ ارشاد فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع بتاریخ یکم اگست 1997ء بمطابق یکم ظہور 1376 ہجری شمسی بمقام بیت الفضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے فرمایا:۔

(- - - -) ایک ہی حکم ہے کہ دین کو خدا کے لئے خالص کرو۔

سب سے پہلے تو لفظ دین ہے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ دین سے کیا مراد ہے (-) عام طور پر تراجم میں لفظ اطاعت ملے گا لیکن لفظ اطاعت معنی درست ہونے کے باوجود اس دین کے لفظ کی اصلیت میں شامل نہیں ہے۔ اس موقع پر، اس محل پر اطاعت کا مضمون ہی ہے جو پیش نظر ہے اور یہ کیسے ہے اور دین کا اصل معنی کیا ہے اس سلسلے میں (کلام الٰہی) کے حوالے سے میں آپ کے سامنے چند امور رکھتا ہوں۔ (کلام الٰہی) دین سے مراد مسلک لیتا ہے اور مسلک کا الٰہی مسلک ہونا لازم نہیں۔ کوئی بھی مسلک ہو جس پر چلنے پر انسان پابند ہو اس کو (کلام الٰہی) دین کہتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ (کلام الٰہی) میں دین الملک کا حوالہ دیتا ہے (-) حضرت یوسف علیہ السلام کو یہ طاقت نہیں تھی یا اس بات کے مجاز نہیں تھے کہ وہ بادشاہ کے دین میں اپنے بھائی کو اپنے پاس رکھ سکیں۔ اب صاف پتہ چلا کہ وہاں بادشاہ کے دین سے مراد مذہب ہرگز نہیں بلکہ قانون ہے ملک کا۔ اور وہ قانون جس پر چلنا لازم ہو وہی مسلک ہے جس کو (کلام الٰہی) دین کے حوالے سے یاد کرتا ہے۔

تو ہر وہ مسلک جو قانون سازی کے نتیجے میں انسان اپنا لے اس کو بھی دین کہیں گے۔ ہر وہ مسلک جو جابر ملک پر ٹھونس دے جس پر چلنا سب کے لئے ضروری ہو اس کو بھی دین کہیں گے۔ اور وہ مسلک جو اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے پیدا کیا ہے اس کو بھی دین کہتے ہیں۔ اس مسلک میں طوعاً بھی شامل ہے اور کرہاً بھی شامل ہے۔ (دین میں کوئی جبر نہیں) کے اور معنے ہیں وہاں دین خدا کے نام پر، خدا کے بتائے ہوئے مسلک پر چلنے کو کہا گیا ہے۔ لیکن دین انسانی فطرت بھی ہے اور وہاں طوعاً کی کوئی بحث نہیں ہوتی۔ ہر وہ چیز جو فطرت میں گوندھی ہوئی ہے جس کے مطابق فطرت کو لازماً چلنا ہے وہ دین جو ہے وہ تو جانوروں کا بھی ایک دین ہے ہر چیز جو زندگی رکھتی ہے اس کا ایک دین ہے۔ یعنی اس کے اندر جو خدا تعالیٰ نے صفات ودیعت کر دی ہیں جن پر چلنا اس کے لئے لازم ہے یہ دین کہلاتا ہے اور انسان کے تعلق میں دین کہلاتا ہے کیونکہ باقی جانوروں سے پوچھ گچھ نہیں ہے اور ان کا اپنے اپنے مسالک پر چلنا ایک طبعی امر ہے۔

لیکن انسان کو دو حصے دین کے ملے ہوئے ہیں ایک وہ دین جو اس کی فطرت میں گوندھا گیا ہے اس دین میں سے کچھ ایسا ہے جس پر اس کا چلنا لازم ہے وہ اس سے ہٹ سکتا ہی نہیں۔ کچھ ایسا ہے جس سے وہ ہٹ سکتا ہے اور اس ہٹنے والے حصے کا تعلق (احکام الٰہی) سے بھی ہے کیونکہ (کلام الٰہی) دین کے اس تعلق میں (-) جو فطرت ہے اسی کا نام (کلام الٰہی) دین بھی رکھتا ہے۔ وہ دین ہے جس پہ خدا تعالیٰ نے انسان کو چلایا ہے (-) یہ وہ دین ہے جو انسان کی فطرت میں داخل کر دیا گیا ہے۔ یہ باتیں اس لئے سمجھانی ضروری ہیں جب میں آگے مضمون کو بڑھاؤں گا تو آپ سمجھیں گے کہ ان کا آپس کا ایک تعلق ہے۔

فطرت میں جب خدا تعالیٰ نے جس کو دین فطرت کہا ہے دین اللہ، اللہ تعالیٰ اس کو فرماتا ہے اس میں انسان کے اندر ایک ایسا دین ہے جو اندر سے بولتا اندر سے اس کو بتاتا ہے اور اس کی آواز پر کان دھرنا اس کا اختیار انسان کو دیا گیا ہے۔ فطرت جب بھی بولے گی سچ بولے گی، فطرت کبھی بھی یہ تقاضا نہیں کرے گی کہ تم غلط راستے پہ چلو اگرچہ بظاہر یہ تقاضا دل سے پیدا ہوتا ہے مگر وہ دین اللہ نہیں ہے، وہ فطرت نہیں ہے۔ میں نے اس کی مثال آپ کے سامنے رکھی، کئی دفعہ رکھی اور یہ سمجھایا کہ ہر انسان اپنی فطرت کے مطابق یہ سمجھتا ہے، فطرت کی آواز ہے کہ فلاں کا مال غصب کر لو وہ اندر سے آواز اٹھتی ہے جو دین اللہ نہیں ہے۔ دین اللہ کی پہچان یہ ہے کہ ہر انسان پر برابر اطلاق پاتا ہے اس کے اندر Universality ہے۔

چنانچہ ایک شخص اپنے متعلق جب اس کا حق غصب کیا جا رہا ہو شدید غم و غصے کا اظہار کرے گا جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جانتا ہے کہ یہ دین کی آواز نہیں ہے فطرت کی آواز یونیورسل ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ یونیورسل ہے اس نے تمام انسانوں کو ایک یونیورسل قانون کے مطابق جو بین الاقوامی، عالمی قانون ہے اس کے مطابق پیدا کیا ہے تو دین اس مسلک کو کہتے ہیں جس پر آپ کو چلنے پر مجبور کر دیا گیا ہو۔ یعنی اندر کی آواز ہمیشہ وہی رہے گی جو سچے دین کی آواز ہے۔ دین دنیا کے بنائے ہوئے قوانین کو بھی کہتے ہیں یا بادشاہوں کے جاری کردہ قوانین کو بھی کہتے ہیں اگر آپ ان پر چلیں گے تو آپ دین کی متابعت کریں گے اور ان پر چلنے میں کچھ مجبوری بھی داخل ہے۔

اللہ جو دین بناتا ہے جس کو ہم (احکام الٰہی) کہتے ہیں وہ بھی دین کہلاتی ہے مگر اس میں مجبوری نہیں یہ وہ مقام ہے جہاں (دین میں کوئی جبر نہیں) کا اطلاق ہو رہا ہے۔ دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں حالانکہ فطرت جو بنائی گئی ہے وہ جبریہ ہے ایک قسم کی، کوئی انسان اپنی فطرت سے ہٹ سکتا ہی نہیں۔ بڑے سے بڑا قاتل، مجرم، بڑے سے بڑا گنہگار بھی اپنے نفس میں ڈوب کے دیکھے تو اس کو فطرت کی وہی آواز دکھائی دے گی جس کی میں نے مثال دی ہے کہ غیروں کے اپنے ساتھ معاملے میں ان کی فطرت اٹھ کھڑی ہوگی، بتائے گی کہ اصل قانون کیا ہے۔ لیکن وہ دین جو انسان کو خدا تعالیٰ نے (احکام الٰہی) کے طور پر دیا ہے اس کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے اس میں جبر نہیں ہے لیکن مسلک کا اپنا ایک جبر ہے اور وہ جبر ہے جس کی طرف میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ جو مسلک درست ہو اس سے ہٹنے کا نقصان ضرور پہنچتا ہے پس مسلک اپنے اندر خود ایک جبر رکھتا ہے جب آپ کہتے ہیں (دین میں کوئی جبر نہیں) تو دنیا میں اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہا جائے کہ جو چاہے آگ میں ہاتھ ڈال دے جو چاہے نہ ڈالے مگر آگ میں ہاتھ ڈالنا فطرت کے خلاف ہے آگ میں ہاتھ ڈالو گے اجازت تو ہوگی مگر ہاتھ ضرور جلے گا۔ پس دین میں ایک اندرونی جبریت پائی جاتی ہے جو (کوئی جبر نہیں) کہنے کے باوجود نہیں ہٹتی۔ چنانچہ (کلام الٰہی) نے اس کے معاً بعد جو مضمون بیان فرمایا وہ یہی ہے کہ پھر تم اپنے کئے کا نقصان اٹھاؤ گے۔ اگر غلط کرو گے اس کا نقصان تمہیں پہنچے گا۔ اگر صحیح کرو گے تو اس کا فائدہ تمہیں پہنچے گا۔ (-)

دین مسلک کا نام ہے جو بھی انسان مسلک اختیار کرے اسے دین کہیں گے۔

یہاں فرمایا (-) کہ میں اپنے دین کو اس کے لئے مخلص کروں گا تو عبادت ہوگی ورنہ نہیں ہوگی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان ساری زندگی میں جو بھی چلتا پھرتا، اٹھتا بیٹھتا، جو بھی مسلک اختیار کرتا ہے وہ اگر اللہ کے لئے خالص ہوگا تو اسی حد تک اس کی عبادت خالص ہوگی جتنا اس سے ہٹے گا اس کی عبادت اس سے ہٹ جائے گی۔ تو عبادت صرف (عبادت) پڑھنے کا نام نہیں ہے بلکہ ساری زندگی (عبادت) کے قبلے کے مطابق ڈھلنی چاہئے۔ یہ مضمون ہے جو اس (-) میں خصوصیت سے بیان ہوا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت : دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت 2 روپے 50 پیسے

آپ (عبادت) قبلے کی طرف پڑھیں ' سجدے خدا کو کریں اور باقی ساری زندگی کا رخ مختلف ہو تو یہ (دین کے لئے مخلص ہیں) میں نہیں آئے گا۔ تمہارا سارا مسلک ' تمہارا اٹھنا بیٹھنا ' سونا جاگنا سب کچھ اگر خدا کے لئے خالص ہو گا تو پھر یہ عبادت ہے ورنہ عبادت نہیں ہے۔

پس جس عبادت کے قیام کے لئے ہم کھڑے ہوئے ہیں اس کا تعلق صرف (عبادات) قائم کرنے سے نہیں بلکہ ساری زندگی کو قبلہ رخ کرنے کا نام عبادت ہے۔ تمام زندگی کو اللہ کے لئے خالص کر دینا اس میں روزمرہ زندگی کا اٹھنا بیٹھنا ' عورتوں سے سلوک ' بچوں سے سلوک ' بڑوں سے سلوک ' عورتوں کا خاوندوں سے سلوک ' ایک دوسرے سے سلوک ' لین دین کے معاملات یہ سارے دین ہیں اور ان میں سے ہر ایک کو مخلص کرنا ہو گا کس کے لئے ؟ اللہ کے لئے۔ پس ساری زندگی کا ہر فعل اگر خدا کے لئے خالص ہو جاتا ہے تو یہ عبادت ہے اور ساری زندگی عبادت میں ڈھل جاتی ہے پھر ایسے موقع پر آ کر عبادت میں اور دین میں اور انسان کے رہن سہن میں کوئی بھی فرق نہیں رہتا (-)

ہم نے (-) دنیا کو عبادت کے گر سکھانے ہیں یعنی اپنی ساری زندگی کو پھر اللہ کے لئے خالص کر لینا ہے پھر ہماری عبادتیں خدا کی عبادتیں ہوں گی ورنہ (عبادت) میں رہتے ہوئے بھی خدا کے حضور سر جھکانا اور سر تسلیم خم کرنا یہاں تک کہ سجدہ ریز ہو جانا اگر (عبادت) سے نکل کے دوسروں کے لئے اسی طرح سر جھکایا جائے اور دوسروں کی اطاعت میں انسان داخل ہو جائے تو بیک وقت دو بادشاہوں کی اطاعتیں نہیں چلا کرتیں ایک ہی حکومت ہے صرف اللہ کی اور اس حکومت میں یہ حکم ہے سب کو کہ جب بھی خدا کی مرضی سے ٹکرائے (-) تم اس مرضی کو خدا کے لئے مخلص کر دو تب تمہاری عبادت ' عبادت ہے ورنہ وہ عبادت ' عبادت نہیں ہے۔

یہ عبادت کا مفہوم جو میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے بہت ہی مشکل ہے اور اتنا مشکل ہے کہ انسان اگر اپنی عبادت پر غور کرے تو اس کی کوئی عبادت بھی عبادت دکھائی نہیں دے گی۔ میں اپنے سمیت آپ سب کو مخاطب کر کے خدا کے حضور یہ حقیقت حال عرض کر رہا ہوں کہ نہ میری عبادت کوئی عبادت ہے نہ آپ کی عبادت کوئی عبادت ہے ان معنوں میں جن معنوں میں یہ (-) عبادت کی طرف بلا رہی ہے۔ ہزار دنیا کی دلچسپیاں ہیں ہزار ایسے کام ہیں جن میں مبتلا رہتے ہیں اور رہتے ہیں ' کوشش کے باوجود مبتلا ہو جاتے ہیں جن کا آخری مقصود اللہ نہیں رہتا۔ وہ اپنی ذات میں معصوم باتیں بھی ہوں تب بھی خالصۃً للہ نہیں کی گئیں مثلاً آپ کھانا کھاتے ہیں اپنی مرضی کے اچھے سے اچھے کھانے کھائیں اور پکائیں اچھے سے اچھا پہنیں یہ جائز ہے اس کو شرک نہیں کہتے مگر خالصۃً للہ نہیں ہے ' (دین کو اللہ کے لئے خاص کرے) میں داخل نہیں ہے۔

اب (دعوت الی اللہ کے) کام بہت آگے بڑھ رہے ہیں اور ساری دنیا میں پھیلتے چلے جا رہے ہیں سب قوموں پر محیط ہو رہے ہیں اگر ہم نے عبادت کا یہ مفہوم جو (کلام الٰہی) نے بیان فرمایا ہے اپنے سامنے نہ رکھا تو بھٹک جائیں گے اور سب سے بڑی فکر مجھے یہ ہے کہ دعوت الی اللہ کے نظام کے دنیا میں پھیلنے کے نتیجے میں ہماری توجہ عدد کی طرف نہ ہوتی چلی جائے۔ ایک طرف ہم عدد کی بات کرتے ہیں اس پہلو سے کہ اتنے آدمی خدا کے حضور جھکنے کے لئے ہم نے تیار کر لئے ہیں اور فخر ہے تو صرف اس پہلو سے فخر ہے تیس لاکھ بندے خدا کے ایسے تھے جو پہلے خدا کے لئے ' خدا کی طرف ' خدا کی رضا کی خاطر جھکنا جانتے نہیں تھے احمدیت میں آ کر انہوں نے اپنے آپ کو پیش کر دیا کہ جو چاہو ہم پر کام کرو ہم رضائے باری تعالیٰ کے لئے جھکنے کے لئے تمہارے حضور حاضر ہو گئے ہیں۔ یہ عدد کی برتری ہے کہ اتنی گردنیں خدا کے حضور حاضر ہو گئیں ورنہ جماعتی لحاظ سے تعداد بڑھانا کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ ہمیں اس میں کوئی دلچسپی نہیں۔

ابھی چند دن ہوئے کوریا کے نمائندے یہاں تشریف لائے ہوئے تھے ان سے گفتگو ہوئی وہاں ایک کورین خاتون ہیں جنہوں نے واقعۃً (دین حق) کو سچا سمجھ کر قبول کیا ہے اپنے خرچ پر یہاں تشریف لائیں مجھے مشورے دے رہی تھیں کہ کیا کیا ہم ہوشیاریاں کریں تو کوریا میں کثرت سے پھیل سکتے ہیں۔ جب وہ بات کر چکیں تو میں نے کہا جس طرح عیسائیت۔ انہوں نے کہا ہاں عیسائیت دیکھو کتنی پھیل گئی۔ لکھو کھہا انسان ' ملینز (Millions) دیکھتے دیکھتے عیسائی بن گئے تو آپ بھی کچھ ان سے ملتی جلتی باتیں کریں۔ انہوں نے مدرسے بنائے اتنے ' کوئی کالج ہسپتال بنائے ' رفاہ عامہ کے یہ کام کئے اور اس کے نتیجے میں دیکھو ملینز عیسائی بن گئے۔ جب وہ بات ختم کر چکیں تو میں نے کہا ان ملین عیسائیوں میں کیا پاک تبدیلی آپ نے دیکھی ہے ؟ کتنے ہیں جنہوں نے خدا کی خاطر دنیا کے مسلک چھوڑ دیئے ؟ کتنے ہیں جو بہتر انسان بن گئے اور خدا کے سامنے سر جھکانے والے ہو گئے ؟ کچھ دیر تک وہ خاتون سوچتی رہیں اور پھر ان کا جواب صفر نکلا کہ میرے علم میں کوئی نہیں میں نے کہا یہ سیاست ہے یہ مذہب نہیں ہے یہ وہ دین ہے جس کو دین اللہ نہیں ہم کہہ سکتے اور ہمیں تو دین اللہ میں دلچسپی ہے۔ اس لئے اگر آپ اکیلی بھی کوریا میں احمدی (-) بن کر اپنے آپ کو خدا کے حضور جھکا دیں تو وہاں احمدیت کامیاب ہے اور عیسائیت ناکام ہے کیونکہ عیسائیت اگر مذہب لے کر وہاں پہنچی ہے تو مذہب میں دھوکہ دیا ہے۔ عیسائیت دراصل امریکہ کی سیاسی حیثیت کا ایک دوسرا چہرہ ہے۔ پس ان ملکوں میں جہاں عیسائیت پھیلے اور پھیلنے کے ساتھ تبدیلی کے تقاضے نہ کرے یہ شرط ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ (دین کے لئے مخلص ہونا ہے) یا دنیا کے لئے مخلص ہونا ہے۔ ان سارے ممالک میں جہاں جہاں عیسائیت پھیل رہی ہے آپ یہ غور کریں کہ عیسائی ہونے والے کی پہلی زندگی اور عیسائیت کے بعد کی زندگی میں کوئی فرق نہیں پڑتا اور فرق نہ پڑنے پر گھبراتا کوئی نہیں۔ بے چین کوئی نہیں ہوتا ' کسی کی نیندیں حرام نہیں ہوتیں کہ ہائے کیوں فرق نہیں پڑ رہا۔ نام عیسائیت کا رکھ لو پہلے کی ساری زندگی کو اسی طرح آگے بڑھا دو اور بے تبدیلی وہ زندگی آگے بڑھتی چلی جائے۔ شراب نوشی تو خیر حلال ہی سمجھی جاتی ہے ہر قسم کی بدکاری ' بدی ' اپنی عزتوں کو بیچنا ' اپنے جسم کو بیچنا ' مادہ پرستی کے لئے سب کام کرنا ' یہ جو چاہیں کر لیں عالم عیسائیت میں کسی کا دل نہیں گھبرائے گا۔ کسی بڑے سے بڑے پادری یا کسی چھوٹے سے چھوٹے پادری کو یہ فکر لاحق نہیں ہو گی کہ ہم نے تو ان کی زندگی تبدیل کرنے کے لئے اللہ کے دین پر ڈالا تھا اور یہ دنیا کے دین پر اسی طرح جاری و ساری ہیں۔

میں نے انہیں بتایا کہ احمدیت میں خدا کے فضل سے ایک دل نہیں ایک دل کے تابع سینکڑوں ہزاروں دل ہیں جو غمگین ہو جاتے ہیں اگر آنے والے کے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہ ہو اگر وہ واقعۃً دین الملک کو چھوڑ کر دین اللہ میں داخل نہ ہو چکا ہو۔ دین ملک کو اسی حد تک اختیار کرے جس حد تک دین اللہ سے ٹکراتا نہیں ہے۔ جہاں وہ دین اللہ سے ٹکرائے وہاں اس کو چھوڑ دیا جائے۔ یہ عبادت کے خالص ہونے کا مفہوم سوائے احمدیت کے دنیا میں کہیں جاری ہوا ہی نہیں۔ اب کثرت سے (-) لوگ اپنے مسلک سے لوگوں کو وابستہ کر رہے ہیں لیکن ان کے مسلک میں جو موجود ہیں فاسق ' فاجر ' زانی ' شرابی ' کبابی (کباب شراب کے ساتھ ملے تو گناہ ورنہ نہیں۔ ویسے جتنا مرضی کباب کھائیں آپ۔ تو شرابی کبابی محاورہ ہے) اور بچے چرانے والے ' بچوں پہ ظلم کرنے والے ' قتل کرنے والے ' ہر وقت جھوٹ بولنے والے اور چوری اور سفاکی اور ڈاکے ان کا مسلک ہے اور یہ سمجھتے ہیں یہ سب دین اللہ پہ قائم ہیں۔ پس انہوں نے دین اللہ کی تعریف ہی بدل دی ہے۔ (-) ان لوگوں کو دیکھیں جو ان کے پیچھے کتنے (-) ہیں جن کی راتوں کی نیند اڑ گئی ہے کہ ہمارے پیچھے چلنے والے فاسق فاجر ہیں۔

(کلام الٰہی) نے اس بات کو امارت میں لازم قرار دیا ہے (-) دعا یہ کرو کہ اے خدا ہمیں متقیوں کا امام بنا۔ اگر کروڑ ہا فاسق بھی ہوں تو ان کی امامت پر کوئی فخر نہیں وہ امامت تو ذلت کے لائق ہے وہ تو انسانیت کی تذلیل ہے اس امارت پر کون فخر سکتا ہے۔ لیکن جو متقیوں کا امیر ہو ' متقیوں کا امام ہو اس کی دعا قبول ہو چکی ہو کہ (-) وہ ہے جو لوگوں میں سر اٹھا کے چلے گا اور خدا کے حضور سر جھکا کے چلے گا۔ اس میں ایک عزت نفس پیدا ہو جاتی ہے وہ جانتا ہے کہ میرے چلنے والوں میں خدا کے فضل سے کثرت سے متقی ہیں۔ ایسے متقی یہ (-) کہلانے والے دکھائیں کہاں ہیں۔ (-) وہ دین جو (کلام الٰہی) نے بیان فرمایا ہے جو میں نے (-) آپ کے سامنے رکھا ہے اس دین پر چلنے والوں کے پیچھے کتنے ہیں۔ وہ آپ نہیں چلتے۔ (-)

خدا کے مقابل پر کسی کی بات ماننا بھی ایک عذاب عظیم کی طرف جانے والی بات ہے۔ اللہ کی خاطر اگر دین کو خالص کرتے ہو تو غیر اللہ کی خاطر خدا کی نافرمانی گناہ ہے یعنی خالص دین کے دو پہلو بیان فرما دیئے ایک مثبت پہلو جو سب کچھ اللہ کی خاطر ہو اور ایک منفی پہلو کہ غیر اللہ کی کوئی بات بھی نہیں ماننی جو اللہ سے ہٹانے والی ہو۔ (-) تو کہہ دے کہ میں غیر اللہ کی بات کو عذاب عظیم کے ساتھ وابستہ کرتا ہوں اگر میں خوف کروں غیر اللہ کا اور غیر اللہ کے خوف کی وجہ سے اللہ کی اطاعت نہیں کروں گا تو یہ ڈر ہے یوم عظیم کے عذاب میں میں مبتلا ہو جاؤں۔ یہ مکمل تعریف ہے (دین حق) کی۔ اس کے بعد فرمایا یہی (دین حق) کی تعریف ' یہی عبادت کی تعریف (-) ان تعریفوں کے ساتھ ان معنوں میں میں اللہ کی عبادت میں اپنے آپ کو خالص پاتا ہوں میں نے سب کچھ اللہ کے لئے خالص کر دیا جب یہ انسان دعویٰ کرے (-) پھر اس کے بعد غیر اللہ کی پرواہ نہیں رہتی اور اگر غیر اللہ کی پرواہ ہو تو اس کے خوف سے خدا تعالیٰ کی نافرمانی کا سوال ہی نہیں رہتا۔ پس یہ لازم ملزوم باتیں ہیں۔ جب یہ اعلان کروایا کہ مجھے غیر اللہ کی

سلسلہ صفحہ ۳ پر

خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں۔ اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔ (روحانی خزائن جلد 19- صفحہ 22)

یاد رکھو انسان کے اندر ایک بڑا چشمہ لذت کا ہے جب کوئی گناہ اس سے سرزد ہوتا ہے تو وہ چشمۂ لذت مکدّر ہو جاتا ہے۔ اور پھر لذت نہیں رہتی۔ مثلاً ناحق گالی دے دیتا ہے یا ادنیٰ ادنیٰ سی بات پر بدمزاج ہو کر بدزبانی کرتا ہے تو پھر ذوق (عبادت) جاتا رہتا ہے۔ اخلاقی قویٰ کو لذت میں بہت بڑا دخل ہے۔ جب انسانی قویٰ میں فرق آئے گا تو اس کے ساتھ ہی لذت میں بھی فرق آجاوے گا۔ پس جب کبھی ایسی حالت ہو کہ انس اور ذوق جو (عبادت) میں آتا تھا وہ جاتا رہتا ہے تو چاہئے کہ تھک نہ جاوے اور بے حوصلہ ہو کر ہمت نہ ہارے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پرواہ نہیں اور غیراللہ کے خوف سے اللہ کی اطاعت کو نہیں چھوڑتا۔ اس کے بعد فرمایا اب تیرا دین خالص ہے اب تو اعلان کر سکتا ہے (میں اس کے لئے اپنے دین کو خالص کرتے ہوئے عبادت کرتا ہوں) معاًبعد فرماتا ہے (۔) پس اے لوگو تم جس کی چاہو عبادت کرتے پھرو جس کا چاہے دین اختیار کرو۔ دین ملک اختیار کرو یا اپنی انانیت کا دین اختیار کرو جس کی چاہو عبادت کرتے رہو تمہارا ہر فعل، تمہاری ہر عبادت، تمہارا اٹھنا بیٹھنا غیراللہ کے لئے ہو جائے گا اللہ کے لئے نہیں ہوگا اور اس کا نتیجہ اس دنیا میں تم نہ بھی دیکھو اس دنیا میں اس کا نتیجہ لازماً نکالا جائے گا۔ (۔) یہ اپنی طرف سے سمجھتے ہیں کہ دنیا کے بڑے بڑے کاروباروں پر قبضہ کر لیا ہے حکومت کے نمائندے ہیں جس طرح چاہیں قانون سازی کریں خدا کے نام پر جو چاہیں بنی نوع انسان کے ساتھ سلوک کرتے رہیں ہمیں کوئی بھی نہیں پوچھے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پوچھے جاؤ گے اور اس دنیا میں بظاہر تمہارے اعمال نتیجہ خیز ہو بھی جائیں تو آخرت میں تم ضرور گھاٹا پانے والے ہو گے اور اصل گھاٹا کھانے والا وہی ہے جس کا اپنا نفس گھاٹے میں ہو اس کے اہل و عیال گھاٹے میں ہوں اس کے پیچھے چلنے والے گھاٹے میں ہوں۔ یعنی یہ نتیجہ یوم القیامہ کو نکلے گا جس دن تم اپنے اعمال تبدیل نہیں کر سکو گے۔ یوم القیامہ کو نتیجہ نکلنا جو ہے یہ بظاہر انسان سمجھتا ہے کہ دور کی بات کی جا رہی ہے مگر سزا میں سب سے بڑی بات ہے اگر اس دنیا میں بدی کا نتیجہ ساتھ ساتھ نکلے تو کوئی انسان بدی سے ہٹ بھی سکتے ہیں مگر وہ لوگ جن کو پتہ ہی بعد میں چلے جب کہ امتحان کا وقت ختم ہو اور نتیجہ نکل آئے وہ بے چارے کیا کر سکتے ہیں۔ اور دنیا میں بھی امتحانات کے نتیجے جب نکلتے ہیں تو طالب علم بعض سر پیٹ کے بیٹھ جاتے ہیں مگر کچھ نہیں کر سکتے۔ پرچے دینے کا وقت ختم ہو گیا اب صرف اعلان ہو رہا ہے کہ کس نے محنت کی کس نے ذہانت سے کام لیا انہی معنوں میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہیں چھٹی ہے جس کی چاہو عبادت کرتے پھرو۔ (۔) گھاٹا کھانے والے تو وہ ہیں جو اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو گھاٹے میں ڈال رہے ہیں اور پتہ چلے گا قیامت کے دن (۔) خبردار یہ وہ نقصان کا سودا ہے جو کھلا کھلا نقصان ہے۔

پس جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے جس مسلک پر ڈالا ہے

— — — —

— — — —

آپ کو بار بار توجہ دلائی جاتی ہے کہ اپنے اہل کو بھی اسی مسلک پر ڈالیں۔ جب غیراللہ نے اپنے اہل کو اپنے مسالک پر ڈال لیا ہے تم اپنے اہل و عیال کی فکر کرو ان کو اپنے مسلک پر ڈالو اور نتیجے سے بے پرواہ ہو جاؤ کیونکہ قیامت کے دن تمہیں خسران مبین نہیں ہو گی بلکہ فوز عظیم حاصل ہو گی۔ قیامت کے دن تمہیں سب سے بڑی کامیابیاں عطا ہوں گی لیکن (ایمان والوں) کے ساتھ صرف قیامت کے وعدے نہیں اس دنیا کے بھی وعدے موجود ہیں۔

ساری تاریخ مذاہب پر آپ نظر ڈال کے دیکھیں یہ ہو نہیں سکتا کہ آپ کو دنیا میں (ایمان والے) ایسے نظر آئیں جو دنیا کے لحاظ سے مستقل گھاٹا کھانے والے ہوں ان کی تو دنیا بھی دین کی خاطر قربانیوں سے ہے۔ اب اس کی مثالیں آپ سامنے رکھیں تو آپ کو میں یہ نہیں کہنا چاہتا کہ ان کامیابیوں کی خاطر اپنے دین کو ڈھالیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ دین کو اللہ کے لئے خالص کر دیں اور یہ جو زائد نعمتیں ہیں یہ تو آپ کو ملنی ہی ملنی ہیں ان سے تو انکار ممکن ہی نہیں ہے لیکن ان نعمتوں کی خاطر اگر آپ نے دین کو ڈھالا تو آپ (دین کے لئے مخلص) نہیں رہیں گے۔ اس فرق کو میں نمایاں طور پر آپ کے سامنے کھولنا چاہتا ہوں۔ جن نعمتوں کا میں ذکر کروں گا جن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا اس دنیا میں نازل ہونے کا میں ذکر کروں گا یہ فضل (دین کے لئے مخلص ہونے) والوں کو ان کی ان نسلوں کی صورت میں بھی عطا ہوئے ہیں جو دین سے ہٹ گئے۔ یہ فضل اس دنیا میں بھی نازل ہوتے ہیں، ہوتے چلے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ نہیں روکتا اپنے ہاتھ نہیں بند کرتا اس کے ہاتھ کھلے ہیں اور وہ کھلے ہاتھوں سے مخلصین کی اولاد کو دیتا چلا جاتا ہے پھر ہر ایک اس میں سے اپنا جواب دہ ہے۔ مگر اگر آپ نے دین کو خدا کے لئے خالص نہ کیا، اس نعمت کی خاطر خدا کے حضور جھکے تو آپ کا دین بھی گیا اور آپ کی دنیا بھی رائیگاں گئی۔

(دعوت الی اللہ) کے میدان میں اس بات کو پیش نظر رکھ کے ہمیشہ اس کا شعور بیدار رکھتے ہوئے آپ نے آگے بڑھنا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کو دیکھیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں قوم کو کیا کامیابی ملی تھی اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام (دین کے لئے مخلص) نہ ہوتے تو کبھی کا اس دین کو چھوڑ کر کہیں جا چکے ہوتے جس دین میں دکھوں کے سوا کچھ نصیب ہی نہ ہو۔ لیکن ان دکھوں نے آپ کے (دین کے لئے مخلص) ہونے کو ثابت کر دیا۔ ان مصیبتوں نے یہ بتا دیا کہ یہ بندہ ایک ایسا بندہ ہے جس کا دین محض اللہ کے لئے ہے اور غیراللہ کے لئے نہیں ہے۔ پھر جو پھلوں کا دور شروع ہوا ہے نعمتیں شروع ہوئی ہیں آج تک آپ ان نعمتوں کو دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح عیسائی قوموں پر آسمان سے نازل ہو رہی ہیں، ہوتی چلی جا رہی ہیں۔

سائنس میں ترقیات، علوم میں ترقیات، دنیا کی ہر چیز جس مٹی پر انہوں نے ہاتھ ڈالا اسے سونا بنا دیا تو واقعتہً کیمیا گری سیکھ لی مگر یہ ساری نعمتیں خدا کے ایک بندے کے دین کے اخلاص کی وجہ سے ہیں اور ان کی اپنی کوئی حیثیت نہیں۔ جو مائدہ ان پر اتر رہا ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے اور آپ کی قربانیوں سے اتر رہا ہے تو دیکھیں اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ دیتا ہے مگر دعا یہ کرنی ہے کہ ایسا ان لوگوں کو دے جو واقعتہً ساتھ نیک بھی ہوں اور یہ ایک ایسی تمنا ہے جس کے لئے آپ کو بڑی محنت کرنی پڑے گی۔ حضرت (بانی سلسلہ) کے ساتھیوں، آپ کے غلاموں نے اور ہم نے جو کچھ ہمارے بس میں تھا دین کے لئے حاضر کر دیا ہے اس کے نتیجے میں آسمان سے بارشیں برس رہی ہیں (۔) لیکن جتنی بڑی نعمتیں ہوں اتنی بڑی آزمائشیں بھی ساتھ آتی ہیں۔ متقین کا امام بننے کے لئے دعا کریں اور متقین کا امام بننے کے لئے کوشش کریں اور ابھی سے کوشش کریں اگر متقین کی طرف نظر نہ پڑے آپ کی اور دنیا کی نعمتوں پر پڑی تو آنی تو ہیں مگر وہ بے کار جائیں گی اور آپ کی نیکیوں کو بھی کھا جائیں گی۔ آخر پر دنیا میں سب سے بدترین لوگ جو ظاہر ہوں گے وہ جماعت احمدیہ کے بگڑے ہوئے آخری لوگ ہیں۔ وہ الناس جن کے متعلق (۔) پیشگوئی ہے کہ وہ شر ہوں گے سب سے زیادہ بدترین مخلوق ہوں گے جن پر آخر قیامت ٹوٹے گی یہ لوگ نام کے احمدی کہلانے والے ہی تو ہوں گے یہ دعویٰ کر رہے ہوں گے کہ احمدی (۔) ہیں اس بدانجام کی طرف نگاہ کریں جس کو ٹالنے کے لئے آپ نے کوشش کرنی ہے۔ بعض بدانجام ایسے ہیں جو ہو کے تو رہتے ہیں مگر جو ٹالنے کی کوشش کرنے والے ہیں وہ ان کے بداثرات سے بچائے جاتے ہیں اور ان کی نسلوں پر خدا تعالیٰ احسان فرماتا ہے کہ ایک لمبے عرصے تک ان کی نسلیں دنیا کی بدیوں سے بچائی جاتی ہیں۔ (۔)

اسی پہلو سے اکثر شیعہ ائمہ کی ہمارے دل میں گہری عزت بھی ہے اور گہری محبت بھی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی بھلائی میں ان کو دنیا سے الگ رکھنے کی جو آپ کے ہاتھ سے کوشش ہو سکتی تھی وہ کی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تربیت میں آپ نے ایسے وقت میں جبکہ آپ کے ہاتھوں پر چکی چلاتے ہوئے چھالے پڑ گئے چھوٹی سی بچی تھیں اپنے باپ کو یہ کہلا کے بھیجا کہ یہ میرا حال ہے آپ نے فرمایا تمہیں میں دین کی ایسی باتیں نہ بتاؤں کہ جو تمہیں خدا کی نظر میں مقبول کرنے والی ہوں۔ ان معصوم ہاتھوں کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ کیوں نہیں کی؟ آپ کو بے حد محبت تھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے لیکن محبت سچی تھی جس طرح محبت خدا کے لئے خالص تھی اسی طرح اپنے بچوں کی محبت بھی خدا کے لئے خالص تھی اور اھلیکم کا لفظ جو یہاں آتا ہے یہ تنبیہہ کر رہا ہے جس کی طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ دین کے لئے اپنے آپ کو خالص سمجھ رہے ہیں اور وہی باتیں اپنے بچوں کے لئے نہیں چاہتے تو آپ سمجھ لیں کہ آپ کا دین اس حد تک خالص نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے جو اولاد آگے چلی ہے وہ اس لئے دیر تک دین میں خالص رہی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس دین کے خلوص ہی کو اپنے لئے اختیار کئے رکھا تھا۔

پس آپ اگر آج اپنے بچوں کے معاملے میں اپنے دین کو خالص کریں اور یہ ضروری اس لئے ہے کہ (ہمیں متقیوں کا امام بنا) کی دعا ہو ہی نہیں سکتی اگر یہ نہ کریں۔ ایک طرف خدا سے دعا مانگیں کہ ہماری آنے والی نسلیں متقی ہوں اس میں اولاد بھی شامل ہے اور دیگر پیچھے چلنے والے بھی یعنی اول طور پر اولاد ہے تو اولاد کے لئے اگر آپ یہ دعا نہ کریں اور خالص دین کے ساتھ نہ کریں تو پھر یہ دعا اکارت جائے گی اور اگر اولاد کو اس میں شامل رکھیں گے تو (دین کے لئے مخلص ہونے) کا یہ معنی آپ کو پیش نظر رکھنا ہوگا۔ ان کو سمجھائیں کہ کس طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والی نعمتوں کو پھر خدا کی راہ میں خرچ کریں، خدا کے لئے خالص کریں اور مزہ نہ اٹھائیں دنیا کی نعمتوں کا جب تک ان کا خدا سے تعلق نہ ہو (۔)

دیکھو ایک گل کا اثر اس مٹی میں ہو جاتا ہے جس مٹی سے گل نکلتا ہے۔ گل نکلنے سے پہلے وہ مٹی اور رنگ رکھتی ہے لیکن پھولوں کی کیاری میں خوشنما نہیں لگتی اس کی مٹی میں بھی ویسے رنگ آنے لگتے ہیں جو پھول میں ہوتے ہیں (۔)

اگر آپ اگلی دنیا میں ظاہر ہونے والی اپنی اولاد پر رحم کرنا چاہتے ہیں، اگر کل جو آپ کی اولاد دنیا کو دکھائے گی اس پر نظر رکھنا چاہتے ہیں تو پھر ابھی سے اپنی اولاد کو بھی (دین کے لئے مخلص) بنانے کی کوشش کریں۔ اگر یہ کریں گے تو میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ (نے چاہا تو) ہماری آئندہ نسلیں جب تک خدا تعالیٰ کا قانون اجازت دیتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا قانون بعض دفعہ اجازت نہیں دیتا اس لئے وہ نسلیں بگڑ جاتی ہیں۔ بعض دفعہ خدا کا قانون نیک لوگوں کی اولاد کو بھی کھلی چھٹی دے دیتا ہے چاہے تو یہ کریں چاہے تو وہ کریں یہ قانون اگر نیکی کے لئے استعمال ہو تو وہ ترقی کرتی چلی جاتی ہیں مگر بدی کی طرف جھکنے کا ان کا اختیار نہیں کھینچا جاتا جو بدی کی طرف جھک جائیں تو پھر ان کی سزا بھی بعض دفعہ دوہری سزا ہوتی ہے۔ (۔)

پس آنے والی نسلوں میں اگر آپ متقی ہوئے اور لمبے عرصے تک آپ کی نسلیں متقی رہیں اگر وہ رستے سے ہٹیں گی تو ان کی سزا بھی دوہری ہو گی اس لئے اپنی نسلوں کی فکر کریں اور ابھی سے ان کی طرف توجہ دیں اور اس وقت جو مضمون میں نے چھیڑا ہے میرے نزدیک اس وقت روحانی نسلیں تھیں۔

— — —

میرے نزدیک اس وقت نئے آنے والے احمدی تیس لاکھ ایک سال میں ہوئے ہیں۔ تیس لاکھ کی ذمہ داریاں ادا کرنا کوئی معمولی کام نہیں ہے اس سلسلے میں میں (مربیان) کو کچھ جلسے پر عام ہدایات بھی دے چکا ہوں کچھ الگ ہدایات بھی دے چکا ہوں مزید (اللہ نے چاہا تو) سارا سال ان کو مطلع کرتا رہوں گا کہ یہ بھی کرو، وہ بھی کرو تاکہ ہم اپنی روحانی اولاد کی آئندہ کے لئے فکر کرنے والے ہوں اور اگر نہیں کرتے تو پھر اس عددی برتری کو کوئی بھی حیثیت حاصل نہیں محض ایک ذلت کی دوڑ میں ہم شامل ہونے والے ہوں گے غیر بھی نعرے لگائیں گے کہ ہمارے پیچھے اتنے چلنے والے ہیں ہم بھی نعرے لگائیں گے ہمارے پیچھے اتنے چلنے والے ہیں۔ ہمارا فخر تب جائز ہو گا اگر "پدرم سلطان بود" ہی نہ ہو بلکہ اولاد میں سلطانی کی خوشبوئیں آئیں۔ اولاد کی کلاہ بھی سلطانی کلاہ ہو۔

تو اس پہلو سے آپ کے لئے لازم ہے کہ اپنی آئندہ آنے والی نسلوں یعنی روحانی نسلوں کی طرف ابھی سے متوجہ ہوں باریکی کے ساتھ ان کا خیال رکھیں۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ہدایات مختلف دی جاتی ہیں دی جاتی رہیں گی اور اور ہدایات بھی (اللہ نے چاہا تو) آپ کو وقتاً فوقتاً دی جائیں گی۔ میرے ذہن میں جو پروگرام ہے اس کو اکٹھا میں کھول نہیں سکتا کیونکہ زیادہ بوجھ پڑ جائے تو لوگ بھول جاتے ہیں زیادہ بوجھ نہ ڈالنے کا فلسفہ بھی ہم نے (کلام الٰہی) سے سیکھا ہے (کلام الٰہی) فرماتا ہے (اللہ کسی جان پر اس کی وسعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا) تو آپ کے ساتھ، آپ کے اوپر جو کاموں کے بوجھ"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈالوں گا میں اس قانون کے تابع آپ کی وسعت بھی ساتھ ساتھ بڑھاؤں گا یعنی اللہ بڑھائے گا اور میں عرض کروں گا اور کوشش یہ کروں گا کہ جتنی جتنی وسعت آپ کی بڑھتی جاتی ہے اتنا اتنا بوجھ بھی آپ کا بڑھاتا جاؤں گا۔

وسعت کے بعد جو بوجھ ہے وہ بوجھ لگا نہیں کرتا یہ مزے کی بات ہے۔ ایک انسان جو کمزور ہو اور چار سیر وزن بھی نہ اٹھا سکتا ہو اس پر من ڈال دیں تو وہ ٹوٹ کر گر جائے گا ہمیشہ کے لئے بیمار ہو جائے گا مگر جو من اٹھا سکتا ہو اس کے اوپر اس سے نیچے نیچے جتنے بوجھ ڈالیں وہ ہنسی خوشی کے ساتھ دوڑتا ہوا اس بوجھ کو اٹھا لے گا۔ بوجھ ہمیشہ اس وقت محسوس ہوتا ہے جب طاقت سے بڑھ جائے یاد رکھیں یہ قانون قدرت ہے آپ اگر دس میل آرام سے چل سکتے ہیں جب گیارھواں میل شروع کریں گے تب آپ تھکیں گے۔ اگر آپ نصف میل چل سکتے ہیں نصف میل آرام سے ٹہلیں، چلیں آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی اور روزانہ جسم میں مزید طاقت آتی چلی جائے گی بشاشت آتی چلی جائے گی جب آپ نصف کو ایک دم ایک بنانے کی کوشش کریں گے۔ آپ مارے جائیں گے۔

تو (اس میں) بے شمار پیغامات ہیں ہمارے لئے۔ ہم نے جو آگے دنیا کا نقشہ بنانا ہے جماعت کی تربیت کرنی ہے اس میں میں نے دیکھا ہے کہ مجھے (اس) مضمون پر غور کرنے سے بے شمار فائدہ پہنچا ہے۔ وسعتیں بڑھائی جائیں جب اس وسعت پر انسان خوش ہو جائے اور ہنسی خوشی کرنے لگے پھر تھوڑا سا اور قدم بڑھائے پھر تھوڑا سا اور قدم بڑھائے اس سے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہماری وسعتیں پھیل کر ہماری ضروریات کے مطابق ہو جائیں گی۔ تیس لاکھ انسان خدا ہمیں نہ دیتا اگر خدا کے نزدیک ہماری یہ وسعت نہ ہوتی پھر اس بات کا مجھے کامل یقین ہے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہماری وسعت کیا تقاضے کرتی ہے اس میں وسعت کے اندر رہتے ہوئے تھوڑی وسعتیں اور بڑھانے کی ضرورت پڑی رہتی ہے۔ ایک انسان کی وسعت پیدائشی طور پر بہت ہو سکتی ہے مگر بچے کو سکھانا تو پڑتا ہے جب وہ سیکھتا ہے تو پھر معلوم ہو جاتا ہے کہ میری وسعت کیا تھی۔

تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جو فضل ہم پر نازل ہوئے ہیں ہماری وسعت کے مطابق ہیں یہ ناممکن ہے کہ خدا تعالیٰ یہ نعمتیں ہمیں عطا فرماتا اگر اس کے نزدیک ہماری وسعت کے اندر ان کو سنبھالنا نہ ہوتا۔ اپنی وسعتوں کے اس حصے کو بڑھا دیں جو ابھی تک آپ سے کھوئے ہوئے ہیں۔ آپ میں سے ہر ایک عبادت کے لئے اس مضمون پر چل کر جو میں نے بیان کیا ہے اپنی وسعتوں کو بہت بڑھا سکتا ہے۔ اگر جماعت احمدیہ ساری (دین کے لئے خالص) بنے یعنی بننے کی کوشش شروع کردے تو اتنی عظیم وسعتیں عطا ہوں گی کہ ان کا آپ تصور بھی نہیں کرسکتے۔ ایک سال میں تیس لاکھ کیا کروڑ بھی ہو جائیں گے تو آپ کی وسعت کے اندر رہیں گے۔ پس آئندہ کی ترقیات اگر خدا سے مانگنی ہیں تو جو عطا ہوئی ہیں ان کا شکر ادا کریں۔ ان کے شکر کا حق ادا کریں ان کو سنبھالنے کا حق ادا کریں۔ اور اس حق کو ادا کرنے کے لئے اپنا حق ادا کرنا سب سے بڑی ذمہ داری ہے یہاں سے کام چلیں گے اپنا حق ادا کریں اپنے اہل و عیال کا حق ادا کریں پھر خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آنے والے جتنے بھی ہوں لاکھوں ہو کروڑوں ہوں (اللہ تعالیٰ نے چاہا تو) آپ کی وسعت کے دائرے میں رہیں گے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کے لئے دعا کرنی لازم ہے اس لئے میں آپ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ دعاؤں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے رہیں اپنے لئے بھی، اپنی اولاد کے لئے بھی اور باقی سب کے لئے بھی۔ خدا ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

صبوحی ناصر-ربوہ

طبیعات کے افق کا روشن ستارہ

پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب

> مکرم و محترم ایڈیٹر صاحب روزنامہ "الفضل"
>
> امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ گزشتہ دنوں اپنا پہلا مضمون بعنوان "ماحول اور آلودگی" روزنامہ میں چھپا دیکھ کر بے انتہا خوشی ہوئی اور اس بات سے میری حوصلہ افزائی بھی ہوئی۔ اس کے لئے بے انتہا شکریہ۔ اگلے مہینے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی پہلی برسی ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام کے خاص نمبر "ماہنامہ خالد" کے لئے پچھلے دنوں میں نے کچھ مضامین کے سلسلے میں مبشر ایاز صاحب کی معاونت کی ہے۔ اسی خیال کے پیش نظر میں ایک مضمون بعنوان طبیعات کے افق کا روشن ستارہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام بھجوا رہی ہوں۔ امید ہے کہ روزنامہ کے معیار پر پورا اترے گا۔ اس دوسری کاوش کو الفضل میں جگہ دے کر شکریہ کا موقع دیں۔
>
> ادارے، اخبار اور اس سے منسلک دیگر افراد کے لئے دعاگو۔ اجازت چاہتی ہوں۔
>
> صبوحی ناصر

ذہانت اور علم کسی کی میراث نہیں۔ یہ رنگ، نسل، مذہب اور ملکوں کی جغرافیائی حدود سے آزاد ہیں۔ خوش بخت ہے وہ قوم جس کے افراد ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ علم کے میدانوں کے بھی فاتح ہوتے ہیں اور ان کی علمی فتوحات کی مشعل اس قوم سے جہالت کی سیاہ بختیوں کو چیرتے ہوئے روشنی کا ایسا راستہ بناتی ہے جس کے اجالے سے اس قوم کی ہر نسل کا مستقبل منور ہوتا چلا جاتا ہے۔ بہ زبان اقبالؒ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اس وقت دنیا کے نقشے پر بیسیوں مسلمان ممالک معرض وجود میں آچکے ہیں۔ لیکن ان میں سے چند ایسے ہیں جن کے اسلاف کے کارناموں کو ایک عالم نے مانا ہے، جن کی علمی صلاحیتوں پر ایک دنیا رشک کرتی ہے، اور جن کے علم و فنون اور تخلیقی کاموں کا ایک زمانہ گواہ رہا ہے۔

14۔ اگست 1947ء کو "پاکستان" کے نام سے ایک ایسا ملک دنیا کے نقشے پر ابھرا تھا جس کی بنیادوں کو سہارا دینے، جس کو دنیا میں روشناس کرانے، عزت و توقیر دلانے اور خصوصاً تیسری دنیا کے ترقی پذیر ممالک میں ایک نمایاں مقام دلانے میں اگرچہ بہت سے رہنماؤں، دانشوروں، شہیدوں، ادیبوں، کھلاڑیوں اور سیاستدانوں وغیرہ کا ہاتھ رہا ہے لیکن ان سب میں ایک ہمہ گیر شخصیت ایسی بھی تھی جس کی ذات سے نہ صرف پاکستانی ثقافت کو ایک عالم میں شہرت ملی بلکہ اس نے علم اور سائنس کی دنیا میں اپنی تعلیمی اور تخلیقی کاوشوں سے ایک انقلاب برپا کردیا۔

29 جنوری 1926ء کو ضلع جھنگ کے ایک متوسط خاندان میں پیدا ہونے والے اس گوہر نایاب کا نام آج پوری دنیا میں "پاکستان" کے لئے اور بالخصوص سائنس کے شعبہ طبیعات میں باعث عزت و تکریم ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب تیسری دنیا کے ترقی پذیر ممالک سے تعلق رکھنے والے واحد احمدی سائنس دان ہیں۔ آپ کے والد محترم جناب چوہدری محمد حسین صاحب نہایت دیندار، متقی اور پرہیزگار انسان تھے۔ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو تعلیمی میدان کی طرف راغب کرنے اور پھر بے شمار کامیابیاں حاصل کرنے میں آپ کے والد صاحب کا سب سے نمایاں ہاتھ رہا ہے۔

گورنمنٹ کالج لاہور، سینٹ جانز کالج کیمبرج اور کیونڈش لیبارٹری میں آپ کا شاندار تعلیمی دور گزرا ہے۔ امپیریل کالج لندن کے شعبہ طبیعات کے سربراہ مسٹر بلیکٹ نے 1957ء میں آپ کو نظری طبیعات کا پروفیسر مقرر کیا اور آپ نے ذراتی طبیعات کا ایک گروپ قائم کیا۔ 1959ء میں آپ رائل سوسائٹی کے ممبر منتخب ہوئے۔

اس صدی کے تمام مفکر اور سائنسدان تخلیق کائنات کے راز کو جاننا چاہتے ہیں اور اس بات کا کھوج لگانا چاہتے ہیں کہ یہ دنیا کس چیز سے بنی ہے، اس کا نظام کیسے چل رہا ہے۔ اگرچہ اس نقطہ پر کئی سالوں سے تحقیق ہو رہی تھی لیکن کامیابی و کامرانی اس سائنسدان کے حصے میں آئی جس کا تعلق تیسری دنیا کے ایسے پسماندہ خطے سے تھا جو ابھی دنیا کے نقشے پر اپنے قدم جمانے میں مصروف تھا بلکہ ابھی تک اسی کوشش میں ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب واحد سائنس دان ہیں جن کا تعلق پاکستان سے ہے۔

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کا تحقیقاتی موضوع بھی اس قوت کا پتہ لگانا تھا جو ستاروں کو بھی روشن رکھتی ہے اور گندم کے پودے کو بھی اگاتی ہے، جو چاند اور سورج کو بھی گردش میں رکھتی ہے اور سمندروں کو بھی موجزن رکھتی ہے۔ تیل کے کنوؤں کو بھی بھرتی ہے اور ہماری آنکھ میں آنسو بھی پیدا کرتی ہے۔ اگرچہ اس کائناتی نظام کو قائم رکھنے والی قوت کا پتہ لگانے کے لئے صدیوں سے کوششیں جاری تھیں اور سائنسدانوں نے اب تک چار قوتوں کا پتہ لگایا تھا جو کائنات کے وجود کو برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ جن میں

Electro Megnetic Force,
Nuclear Force
Electro Weak Force اور Force of Gravity ہیں۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب اور ان کے ساتھیوں کا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی تحقیق کی بدولت ان چار قوتوں کو کم کر کے تین ثابت کیا اور یہ نظریہ واضح کیا کہ برقی مقناطیسی قوت اور کمزور قوت ایک ہی قوت کے دو مختلف روپ ہیں۔ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب سائنسی علوم کا وہ مینارہ نور ہیں جن کی وجہ سے دنیا میں پاکستان کا نام روشن ہوا اور پاکستانی قوم کو بجا طور پر ان پر فخر ہے۔ پروفیسر عبدالسلام پاکستان کا وہ عظیم دماغ ہیں جنہوں نے شعبہ طبیعات میں نئی جہتوں کو روشناس کرایا۔ بہت سے لوگوں کو بشمول چوٹی کے کئی ماہرین طبیعات کو اس بات کا علم نہیں کہ طبیعات سے متعلق تحقیقی استعمال میں آنے والی کئی روزمرہ اصطلاحات کو ڈاکٹر صاحب نے ہی روشناس کرایا ہے۔ مثلاً

Electroweak Theory
Astroparticle Super
Symmetry Physics

وغیرہ 75-1974ء میں آپ نے اپنے ساتھی سائنسدان جان اسٹرتھ ڈی کے ساتھ مل کر Super Symmetry پر گراں قدر کام کیا اور ایک ریاضیاتی نظام Super Space وضع کیا۔ باوجود اس کے کہ پاکستان تیسری دنیا کا پسماندہ ملک ہے مگر اسے یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہاں ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی شکل میں ایک نوبل انعام یافتہ گوہر نایاب پیدا ہوا۔ جس کی تخلیقی، علمی اور سائنسی کاوشوں کا ڈنکا آج سارے علم میں چار سو بج رہا ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے اپنے دو ساتھی سائنسدانوں Glashow اور Wineburg کے ہمراہ تحقیقی کام کر کے شاہکار مادے کے بنیادی ذرات سے متعلق نظریہ جسے Standard Model کہا جاتا ہے پیش کیا جس پر تینوں سائنسدانوں کو مشترکہ طور پر 1979ء میں سویڈن میں نوبل انعام دیا گیا۔

پاکستان کے اس عظیم فرزند کی شاندار کامیابی

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر اس وقت بہت سے اخبارات اور رسائل میں مختلف مضامین اور اداریے شائع ہوئے۔ پاکستان ٹائمز نے 17۔اکتوبر 1979ء کے اداریے میں لکھا۔ "ڈاکٹر عبدالسلام کو دو اور سائنسدانوں کے ہمراہ اس سال طبیعات کا نوبل پرائز ملنا دراصل اس عظمت کا اعتراف ہے جس کا اظہار اس سے بہت پہلے ہو جانا چاہئے تھا۔ پاکستان کے لئے اس اعزاز کی خصوصی اہمیت ہے۔ اس سے پاکستان پہلی دفعہ نوبل انعام حاصل کرنے والے ممالک کی فہرست میں شامل ہو گیا ہے اور اس سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ پاکستان میں جتنی بھی کمزوریاں ہوں مگر ان کمزوریوں اور نارسائیوں میں صلاحیت کی کمی شامل نہیں۔.... ہمیں توقع رکھنی چاہئے کہ ڈاکٹر صاحب کا اعزاز نئے ابھرتے ہوئے افراد کے لئے بھی مہمیز کا کام دے گا اور انہیں اس امر پر اکسائے گا کہ وہ بھی ایسے ہی جوش و جذبہ کا مظاہرہ کریں اور اس جیسا کوئی کارنامہ انجام دیں۔"

ڈاکٹر سلام صاحب کی شدید خواہش تھی کہ پاکستان میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے فروغ کے لئے ایسا عظیم ادارہ قائم کریں جہاں کے فارغ التحصیل ہونے والے سائنسدان مستقبل کے "سلام" ثابت ہوں۔ ڈاکٹر عبدالسلام نے تمام دنیا خصوصاً تیسری دنیا کے ممالک پر سائنس و ٹیکنالوجی کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے بغیر ان ممالک سے غربت' افلاس' پسماندگی اور دیگر کمزوریوں کا خاتمہ ممکن نہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی کوشش تھی کہ پاکستان میں سائنس کی علیحدہ وزارت ہو اور سائنسی علوم کو وزارت تعلیم سے الگ کر دیا جائے۔ لیکن پاکستان کی مضبوط نوکر شاہی نے اس کوشش کو ناکام بنا دیا۔ اور آپ پاکستان میں سائنسی تعلیم کے مستقبل سے مایوس ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ خواب تھا کہ پاکستان بھی سائنس و ٹیکنالوجی کے میدان میں دیگر یورپی ممالک کے ہمراہ قدم بہ قدم چلے لیکن افسوس! اس زمین نے ان سے وفا نہ کی' اس خطے کے حکمرانوں نے روشن خیالی اور جمہوریت پسندی کے نعروں کا صرف شور مچایا اور منافقت اور سیاسی مصلحتوں کی آڑ میں اس عظیم فرزند کو اس کا اپنا وطن ہوتے ہوئے بھی جلاوطنی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا۔ آپ نے دیگر پسماندہ ممالک کے ایسے سائنسدانوں کے لئے جو اپنے ممالک میں سہولیات نہ ہونے کی وجہ سے اپنے تخلیقی کام کو بڑے پیمانے پر نہیں کر سکتے تھے' ایک ایسا عالمی ادارہ قائم کرنے کا ارادہ کیا جہاں سائنسدان قومی اور سیاسی بندھنوں سے آزاد ہو کر ایک دوسرے کے کام سے فائدہ اٹھا سکیں۔ اور آپس میں مل کر کام کر سکیں۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے 1964ء میں
International Atomic Energy Agency
اور حکومت اٹلی کے تعاون سے آپ کا خواب I.C.T.P کے نام سے اٹلی کے شہر Trieste میں شرمندہ تعبیر ہوا۔ 1964ء سے 1993ء تک آپ اس ادارے کے سربراہ رہے۔ اس سینٹر نے دنیا کے بڑے حصے کو فائدہ پہنچایا۔ وینس سے 150 کلومیٹر مشرق میں واقع یہ بے مثال ادارہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی رہنمائی میں 25,000 کے لگ بھگ سائنسدانوں اور محققین کی توجہ کا مرکز ہے۔ اس ادارے کے ذریعے ڈاکٹر صاحب کی انتہائی کوشش یہ تھی کہ تیسری دنیا میں بہت سے "سلام" پیدا ہوں جو ایشیا' افریقہ اور لاطینی امریکہ کی قوموں میں جہاں ذہنی تاریکی کا غلبہ ہے اور سائنس کو مکمل طور سے نظر انداز کر دیا گیا ہے وہاں سائنسی ترقی کی مشعل کو روشن رکھیں۔

ڈاکٹر عبدالسلام صاحب 24 ممالک کی اعلیٰ درجہ کی سائنسی سوسائٹیوں کے ممبر منتخب ہوئے' جن میں امریکہ اور سابق سوویت یونین کی سائنسی اکیڈمیاں رائل سویڈش اکیڈمی آف سائنس بھی شامل ہیں۔ 1989ء میں آپ کو برٹش ایمپائر کا اعزازی Knight بنایا گیا۔ آپ کو چار براعظموں کے سات ممالک کے اہم قومی اعزازات عطا کئے گئے۔ 28 ممالک نے آپ کو 45 ڈاکٹریٹ کی اعزازی سندیں عطا کیں۔ امن عالم اور عالمی تعاون کے لئے خدمات انجام دینے کے اعتراف کے طور پر آپ کی خدمت میں 9 تمغے پیش کئے گئے۔ ان میں ایٹم برائے امن کا انعام بھی شامل ہے۔ آپ نے
Third World Academy of Sciences
بھی قائم کی اور 1994ء تک اس کے صدر بھی رہے۔

کائنات کے نظام میں کار فرما پہلے سے دریافت کردہ چار قوتوں کو ڈاکٹر صاحب نے تین قوتیں ثابت کیا اور نوبل انعام حاصل کرنے کے بعد آپ نے ایسے ساتھی سائنسدان گیش پتی کے ساتھ مل کر ان تین طاقتوں کو دو طاقتیں ثابت کرنے کے لئے اپنے نظریات پیش کئے ہیں۔ Electroweak force اور Strong Nuclear Force پر سائنسدان تحقیق کر رہے ہیں کہ ان دونوں طاقتوں کے مجوزہ اتحاد میں پروٹان کو قابل فنا سمجھا جائے گا۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور کے جناب وارث میر کو 3 دسمبر 1979ء میں ایک انٹرویو دیتے ہوئے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب نے کہا تھا "سائنسی تحقیق میری زندگی بن چکی ہے اور میرے لئے رموز فطرت کی تلاش دراصل خدا کی حکمتوں کی تلاش ہے..... آج میری تھیوری دنیائے سائنس میں اپنا لوہا منوا رہی ہے..... سوال اٹھے گا کہ تین قوتیں دو میں تبدیل ہو جائیں اور دو بھی ایک ہو جائے اور تب یہ ثابت ہو جائیگا کہ کائنات کا نظام دراصل ایک ہی قوت کا کرشمہ ہے۔"

اکثر حکمرانوں کے کئے گئے فیصلوں کا خمیازہ قوموں کو بھگتنا پڑتا ہے اور شائد ہمارے ماتھے پر بھی بدقسمتی کی مہر ثبت ہو گئی ہے کہ ہم ان عظیم انسانوں سے ان کی زندگیوں میں تو فیض حاصل نہیں کرتے لیکن ان کے مرنے کے بعد ان کے کارناموں پر لمبی چوڑی تقریریں اور بیانات جھاڑ کر محض "خانہ پری" کرتے ہیں کہ ہاں! یہ انسان ہم میں سے تھا۔ 21 نومبر 1996ء کو عالمی شہرت یافتہ' دنیائے طبیعات کے عظیم نوبل انعام یافتہ اور واحد پاکستانی احمدی سائنس دان پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس جہاں فانی سے کوچ کر گئے۔

ڈاکٹر صاحب کی وفات پر ملک کے ہر طبقہ فکر اور شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے ان کی ذات اور سائنس کے لئے ان کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا۔ مختلف اخبارات و رسائل نے خصوصی ایڈیشن' اداریے اور ضمیمے شائع کئے جن میں ان کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی تحقیقی اور علمی خدمات پر بھی تفصیلی روشنی ڈالی گئی۔ صدر اور وزیراعظم سے لے کر ملک کی کئی اہم شخصیات نے اپنے اپنے بیانات جاری کئے۔ لیکن ایک احمدی ہونے کے ناطے سے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کی وفات' میت کی وطن آمد اور تدفین کی خبر کو ابلاغ عامہ نے نہایت سرسری انداز میں پیش کیا' جس سے ہمارے موجودہ حکمرانوں کی احمدیہ جماعت سے متعلق سیاسی و مذہبی پالیسی کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے اور قائد اعظم کے اس تاریخی بیان کی نفی بھی ہوتی ہے کہ پاکستان اس بنیاد پر معرض وجود میں آیا تھا کہ یہاں ہر طبقہ فکر کے لوگ' رنگ' نسل' زبان اور مذہب سے بالاتر ہوں گے۔ ہر شخص کو مکمل مذہبی آزادی ہوگی۔ چنانچہ بطور "احمدی" ڈاکٹر عبدالسلام صاحب بھی پاکستان کی حکومت اور سیاست کے لئے قابل قبول نہ تھے جس کی وجہ سے ان پر اپنے ہی ملک میں آزاد شہری کی طرح زندگی بسر کرنا ناممکن تھا۔ اس سیاسی اور حکومتی طرز عمل اور نام نہاد حکمرانوں کے بنائے ہوئے کھوکھلے اصولوں کی اصل حقیقت کا اعتراف پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ طبیعات کے پروفیسر ڈاکٹر مجاہد کامران نے ڈاکٹر سلام صاحب کی وفات پر گورنمنٹ کالج لاہور میں مورخہ 4 دسمبر 1996ء کو منعقدہ ایک سیمینار میں ان الفاظ میں کیا!

"آج میرے لئے یا کسی بھی فرد کے لئے جو عبدالسلام کی ہمہ گیر شخصیت سے مانوس تھا۔ ان کا ذکر دکھ اور اداسی کے اتھاہ احساس کے بغیر ممکن نہیں۔ سلام کی وفات پر ہر ہوش مند پاکستانی مغموم ہے۔ غم کا یہ احساس صرف اسی لئے نہیں ہے کہ دنیائے علم کا ایک بطل جلیل آج ہم سے جدا ہو گیا ہے بلکہ یہ احساس اس لئے بھی ہے کہ بین الاقوامی دنیا میں جو شخص ہماری عزت کا باعث تھا۔ جس کی بدولت سائنس کی دنیا میں پاکستان کا ذکر ہوتا تھا اس کا بھی یہ حق تھا کہ ہم اس عزت افزائی کا قرض چکائیں جو صرف اور صرف اس کی ذات کی وجہ سے ہمیں حاصل تھی۔ یہ درست ہے کہ صدر مملکت اور وزیر اعظم نے ان کی وفات پر بیانات جاری کئے لیکن جس انداز میں سرکاری ابلاغ خصوصاً ٹیلی ویژن میں ان کی وفات اور تدفین کو Black Out کیا گیا اس سے ہر سلیم الذہن شخص کو دکھ ہوا ہے بلکہ حقیقتاً اس قسم کے طرز عمل نے ہمیں یہی تکلیف دہ احساس دلایا ہے کہ ہم کس قدر چھوٹے ہیں۔" عبدالسلام صاحب کے ساتھ روا رکھا گیا سلوک اس بات کی جیتی جاگتی مثال ہے کہ اسلام اور آزادی کے نام پر حاصل کئے گئے خطہ زمین پر صرف نام نہاد حکمرانوں کی حکومت ہے جو خود ہی اپنے آئین بناتے ہیں اور پھر خود ہی وقت و حالات کی گردشوں کے مطابق ان پر عمل یا ان سے روگردانی کرتے ہیں جہاں "ہم آزاد قوم ہیں" کا نعرہ تو ہے لیکن درحقیقت ذہنی غلامی کا اثر ابھی تک ہے۔

آج ڈاکٹر عبدالسلام صاحب ہم میں نہیں ہیں۔ ان کی وفات سے نہ صرف پوری دنیا کو ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے بلکہ سائنسی دنیا کا ایک درخشاں باب بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا ہے۔ اگرچہ ہم ان کی قربانیوں' کارناموں اور سائنسی کاوشوں کا صحیح حق تو ادا نہیں کر سکتے لیکن پھر بھی ان کی ذات کے مختلف پہلوؤں سے ہر لحہ فیض یاب ہو کر آئندہ کا مستقبل سنوار سکتے ہیں۔

سلام تجھ پر تیرے ذوق آگہی کے طفیل
دیار شوق کا دیدہ دری میں نام ہوا
عمیق بحر کی موجوں سے کر کے سرگوشی
فضا میں ہر نئے سورج سے ہمکلام ہوا

OOO

زیارت مرکز واقفین نو

○ مورخہ 2- اکتوبر 97ء بروز جمعرات 166- مراد ضلع بہاولنگر کے واقفین نو بچوں کا ایک وفد مکرم رشید احمد صاحب طیب مربی سلسلہ اور مکرم محمود احمد صاحب عابد سیکرٹری وقف نو اور مکرمہ رفاقت انور صاحبہ بنت محمد انور صاحب (استاذ کلاس واقفین نو) کے ہمراہ ربوہ پہنچا۔ اس وفد میں 24 بچے اور 12 خواتین اور دیگر 8 احباب شامل تھے۔ وفد کے قیام وطعام کا انتظام دارالضیافت میں کیا گیا۔ ربوہ میں قیام کے دوران وفد نے بہشتی مقبرہ میں ائمہ احمدیت اور دیگر بزرگان احمدیت کی قبروں پر اجتماعی دعا کی۔ بیت المبارک دفتر PS احاطہ قصر امامت' بیت اقصیٰ' جدید پریس اور دفتر الفضل کا دورہ کیا۔ الفضل کے دفتر میں مکرم یوسف سہیل شوق صاحب نائب ایڈیٹر روزنامہ الفضل سے بچوں نے ملاقات کی۔ محترم یوسف سہیل صاحب نے بچوں کو الفضل اخبار کے تعارف کے ساتھ ساتھ قیمتی نصائح بھی فرمائیں۔

بچوں کے علمی اور تربیتی امور کا جائزہ مکرم سید طاہر محمود صاحب ماجد مربی سلسلہ نے لیا اور توجہ طلب امور کی طرف وفد کے اراکین کی راہنمائی کی۔ لجنہ اماء اللہ پاکستان کی نمائندہ مکرمہ شاہین روحی صاحبہ سیکرٹری ناصرات' مکرمہ مبشرہ بشارت صاحبہ سیکرٹری تعلیم' مکرمہ امتہ الحفیظ عابدہ صاحبہ سیکرٹری اصلاح و ارشاد سے بچوں اور خواتین نے ملاقات کی اور قیمتی نصائح سے نوازا۔

مکرم ڈاکٹر جمال الدین صاحب واقف زندگی نے بچوں کا طبی معائنہ کیا اور واقفین نو بچوں کو روزانہ دانتوں کی صفائی کی تلقین کی۔

مورخہ 4- اکتوبر کی رات واقفین بچے اور ان کی مائیں اور دیگر افراد ربوہ کی نیک اور دیرپا یادیں لئے ہوئے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔

اس پروگرام میں وکالت کی طرف سے مکرم سید طاہر محمود صاحب ماجد نے ڈیوٹی سرانجام دی۔

(وکالت وقف نو)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

چین کے صدر کا دورۂ امریکہ

چین کے صدر جیانگ زیمن امریکہ کے دورہ پر پہنچ گئے ہیں۔ جہاں وہ بدھ کے روز امریکہ کے صدر بل کلنٹن سے ملاقات کریں گے۔ چین کے صدر کے دورے کے دوران دیگر معاملات کے علاوہ چین کو ایٹمی ری ایکٹر کی فروخت بھی زیر بحث آئے گی۔

اس وقت عالمی سطح پر امریکہ دنیا کی واحد سپر طاقت ہے۔ سوال یہ ہے کہ امریکہ کے بعد کون سی طاقت ہے جس کو دوسرے نمبر پر رکھا جاسکے۔ روس کے صدر بورس یلسن اس کوشش میں رہتے ہیں کہ ان کو امریکہ کے برابر سمجھا جائے لیکن عالمی مبصران کو امریکہ ہم پلہ تو کیا امریکہ کے بعد دوسری بڑی طاقت ماننے کو بھی تیار نہیں ہیں۔ اس کے بعد جو طاقت فی الحقیقت امریکہ کے لئے چیلنج بن کر ابھر رہی ہے بلکہ ایک حد تک بن بھی چکی ہے وہ چین ہے۔

ماؤزے تنگ کی قیادت میں افیون زدہ چینی خواب غفلت سے بیدار ہوئے اور دنیا میں ایک الگ شناخت کے حقدار قرار پائے۔ لیکن ماؤزے تنگ چین کی اقتصادی حالت بہتر نہ بنا سکے۔ ان کے بعد جس شخصیت نے چین کو انقلابی ترقی کے راستے پر ڈالا وہ آں جہانی ڈینگ سیاؤپنگ تھے۔ جن کا چند سال قبل انتقال ہوا۔ اور جن کے شاگرد یا جانشین کا کردار چین کے موجودہ صدر جیانگ زیمن ادا کر رہے ہیں۔ ڈینگ سیاؤپنگ کی وفات کے بعد جیانگ زیمن اب چین کے مرد آہن کی حیثیت اختیار کر گئے ہیں۔ ان کی ذات اختیارات کا منبع ہے۔ ملک کے سبھی چوٹی کے مناصب ان کی مٹھی میں ہیں۔ ڈینگ سیاؤپنگ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے چین کی اقتصادیات سے کیمونزم کے اثرات دور کرکے اس کو جدید دور کی ترقی کے راستے پر گامزن کر دیا۔ ڈینگ سیاؤپنگ نے چین کو عالمی طاقت بنا دیا۔ اس دور میں چین اقتصادی ترقی کی شاہراہ پر چل پڑا۔ اب چین ایک اقتصادی طاقت شمار ہوتا ہے اور اس ملک میں یورپ و امریکہ کی اربوں ڈالر کی سرمایہ کاری موجود ہے۔ چونکہ آج کے دور میں طاقت کا منبع اقتصادیات بن چکی ہے۔ اس لئے چین کی سیاسی حیثیت نہیں بلکہ اس کی اقتصادی حیثیت اس وقت دنیا کو ماننی پڑ رہی ہے۔

اقتصادی طاقت ہونے کے بل پر چین نے سیاسی قوت میں گراں قدر اضافہ کیا ہے اور دنیا بھر میں اگر کوئی ملک امریکہ کی بالادستی سے انکار کر رہا ہے تو وہ چین ہے۔ گویا اب چین کی حیثیت دنیا بھر میں امریکہ کے بعد دوسرے نمبر پر ہے۔

چین نے بروقت اپنے اقتصادی نظام کو کیمونزم کے اثرات سے الگ کر لیا۔ جس کا فائدہ اس کی اقتصادی ترقی کی صورت میں بر آمد ہوا۔ لیکن چین نے اپنے سیاسی نظام میں کیمونزم کو برقرار رکھا۔ جس کی وجہ سے چین کو مغربی طرز کا جمہوری ملک نہیں سمجھا جاسکتا۔ اس کے سیاسی نظام میں کیمونزم کے اثرات کا باقی رہنا مغربی ممالک کے نزدیک قابل اعتراض ہے۔ اس لئے مغربی ملک چین میں انسانی حقوق کی صورت حال پر اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ چین میں سیاسی طور پر عام آدمی کو آزادیاں حاصل نہیں ہیں۔

چین نے اپنی طاقت میں اضافہ کرکے امریکہ سے کئی بار اہم عالمی معاملات میں اختلاف کیا ہے۔ ان میں ایران اور پاکستان کو ایٹمی ری ایکٹروں کی فراہمی کا مسئلہ سرفہرست ہے امریکہ کے ادارے پہلے تو چین پر بڑی شد و مد سے الزام عائد کرتے رہے کہ اس نے ایران اور پاکستان کو ایٹمی معلومات فراہم کی ہیں۔ بعد ازاں خود امریکی اداروں نے یہ کہہ دیا کہ چین کا ان الزامات سے کوئی تعلق نہیں۔ امریکی پالیسی میں اس تبدیلی کو معنی خیز قرار دیا جا رہا ہے۔

چین کے صدر کے اس دورے کی کئی مہینوں سے تیاریاں کی جا رہی تھیں۔ امریکہ نے اس دورے کی مثبت نتائج حاصل کرنے کے لئے چند ماہ سے چین مخالف مہم ختم کر دی تھی۔

یہ آج کی دنیا کے دو بڑوں کی ملاقات ہے جس پر بین الاقوامی تعلقات کے مبصرین کی نظریں لگی ہوئی ہیں۔ اس کا ایک اور اہم پہلو یہ بھی ہے کہ روس اور چین کے درمیان تعلقات بحال ہو چکے ہیں اور ماضی میں جو کئی عشروں تک دونوں ممالک میں سرحدی جھگڑے چل رہے تھے وہ طے کئے جا چکے ہیں۔ اس کے علاوہ دونوں ممالک باہمی معاہدے بھی کر چکے ہیں۔ مبصرین یہ بھی قیاس کرتے ہیں کہ روس اور چین کسی تیسرے ملک کے ساتھ مل کر امریکہ کے خلاف کوئی اتحاد بھی بنا سکتے ہیں۔ اس تیسرے ملک میں بھارت اور ایران کے نام لئے جا رہے ہیں۔ یہ صورت حال امریکہ کے لئے فکر مندی کا باعث ہو سکتی ہے۔ اگر چین اور امریکہ کے تعلقات بہتر ہو جائیں تو چین کسی امریکہ مخالف اتحاد کے خیالات سے پرے بھی ہٹ سکتا ہے۔

امریکہ کو ماضی میں چین میں انسانی حقوق کے سوال پر اعتراضات تھے۔ 1989ء میں چین میں عوامی بغاوت کی جو شکل ابھری اور جس کو چین کے حکام نے بڑی بے رحمی سے کچل دیا تھا اور تن ان من سکوئر میں جن لوگوں کی جانیں گئیں ان کا ذکر کرکے امریکہ کے ذرائع کئی بار شور شرابا کر چکے ہیں۔ مگر امریکہ حکمت عملی اب یہ محسوس ہو رہی ہے کہ چین کے ساتھ نرمی کی جائے اور اس کو براہ راست نشانہ بنانے سے گریز کیا جائے۔

چین کو امریکہ پر جو بڑا اعتراض ہے وہ یہ ہے کہ امریکی حکومتیں تائیوان کی سرپرستی کرتی ہیں اور تائیوان کو اسلحہ بھی بھاری مقدار میں دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ عالمی فورموں پر تائیوان کی تائید کی جاتی ہے۔ چین نے اس کوشش کی ہمیشہ سختی سے مزاحمت کی ہے اور صاف کہا ہے کہ جو کوئی تائیوان سے تعلق رکھنا چاہتا ہے۔

غلام مصطفیٰ تبسم

اخلاقی تعلیم

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ الرابع (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) اعلیٰ اخلاق کے متعلق خطبہ 25 مارچ 1988ء کو بیت الفضل لندن میں خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اب میں اخلاقِ حسنہ کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں اخلاقِ حسنہ انسانی زندگی کو سنوارنے کے لئے بہت ضروری ہے واقعہ یہ ہے کہ جو شخص اخلاقِ حسنہ سے مزیّن نہ ہو وہ کبھی بھی خدا کو نہیں پاسکتا۔ جس طرح سچائی اور جھوٹ کے درمیان ایک بُعد ہے۔ اسی طرح بد خُلقی اور خدا کے درمیان ایک بُعد ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کو صفاتِ حسنہ بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ راز ہمیں بتایا ہے۔ اس کے نام حسین ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس خُلق میں بھی انسان خدا سے ہٹے گا۔ اسی کا نام بد خُلقی ہے اور بد خُلقی اور حسنِ خُلق اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ اور خدا کا ایک نام بھی ایسا نہیں جو بد خُلقی کی تعلیم دینے والا ہو۔ پس جس جس جگہ انسان حسنِ خُلق سے الگ ہوتا ہے۔ کسی قسم کی بد خُلقی اپنے اندر پیدا کرتا ہے۔ اسے یہ حقیقت خوب سمجھ لینی چاہئے کہ اس میں اس نے خدا سے اپنا تعلق توڑ لیا۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) نے تقویٰ کے بعد اخلاقِ حسنہ پر بے انتہا زور دیا اور بار بار جماعت کو نصیحت فرمائی کہ باخدا انسان بننے سے پہلے بااخلاق بننا ضروری ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے معجزات میں سے ایک بہت ہی عظیم معجزہ آپ نے یہ بیان فرمایا کہ جانوروں کو انسان بنایا اور انسانوں کو بااخلاق بنایا اور بااخلاق انسان کو باخدا انسان بنا دیا۔ پس وہ لوگ جو بد خُلقی میں بہت زیادہ آگے بڑھ جاتے ہیں ان کو بہائم قرار دیا۔ ان کے متعلق (کلامِ الٰہی) فرماتا ہے کہ وہ آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہیں' جانوروں سے مشابہ ہیں۔ بلکہ وہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں اس لئے (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے جہاں یہ فرمایا کہ جانوروں کو پہلے انسان بنایا۔ اس سے مراد عرب نہیں بلکہ دنیا بھر میں اس وقت بد خُلقی کا ایسا دور دورہ تھا کہ بظاہر انسان نظر آنے والے وجود بھی انسان نہیں رہے تھے بلکہ انسان کے مقام سے گر کر بہیمیت کے مقام میں داخل ہو چکے تھے ایسے وقت میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے ان کو انسان بنایا۔ ہر خُلق کے متعلق اگر آپ غور کریں تو کسی خُلق کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ان کا ایک آخری کنارہ ہے اسی طرح بدیوں کے متعلق بھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ان کا ایک آخری کنارہ ہے۔

حضرت صاحب مزید فرماتے ہیں۔

خصوصیت سے جو خطرہ مجھے نظر آرہا ہے کہ ماحول چونکہ بہت ہی زیادہ تیزی سے گندہ ہو رہا ہے' صرف انگلستان یا جرمنی یا جاپان یا چین یا امریکہ کی بات نہیں ہے۔ ہمارے ان ملکوں میں جنہیں آپ مشرقی ممالک کہتے ہیں۔ ایسے ممالک جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ پرانی قدریں ان میں زندہ ہیں تلاش کرکے دیکھیں آپ کو وہاں پرانی قدروں کے قبرستان تو دکھائی دیں گے لیکن پرانی قدریں زندہ صورتوں میں شہروں میں بستی اور چلتی پھرتی دکھائی نہیں دیں گی۔ اس تیزی سے اعلیٰ اخلاق پر موت وارد ہو رہی ہے جیسے وبا پھیل گئی ہو جو قوموں کو ہلاک کرتی جا رہی ہو۔ ایسی صورت میں جماعت احمدیہ پر اس کے اثرات کا ہونا لازمی چیز ہے۔ بعض لوگ امریکہ میں مجھ سے کہتے تھے کہ ہم کہاں جائیں یہاں کے حالات بہت خراب ہیں۔ ہم اپنی نسلوں کی حفاظت کیسے کریں۔ بعض لوگ یورپ میں مجھ سے سوال کرتے ہیں کہ ہم کہاں جائیں کیوں نہ اپنے ملکوں کو واپس چلے جائیں۔ ان کو میں مختلف رنگ میں سمجھاتا اور نصیحت کرتا رہتا ہوں اور یہ بھی بات بتانے کی کوشش کرتا رہتا ہوں کہ کس ملک میں آپ جائیں گے جس کو آپ دس سال پہلے چھوڑ کر آئے تھے۔ اس کی اب وہ حالت نہیں رہی جو آپ سمجھ رہے ہیں کہ ایسی ہوگی۔ بہت سا پانی پلوں کے نیچے سے گزر چکا ہے اور کیفیات میں ساری دنیا میں عظیم تبدیلیاں واقع ہو گئی ہیں۔ اگر آپ بدیوں کے مقابلے سے بھاگیں گے تو آپ کو بالآخر پناہ گاہ کوئی دکھائی نہیں دے گی۔ کوئی جگہ نہیں ہے جہاں آپ کی حفاظت ہو سکے۔ جہاں آپ یہ سمجھیں کہ محفوظ قلعہ میں آ گئے ہیں بدیوں سے مقابلہ ہی طریق ہے زندہ رہنے کا اور اس کا نام جہاد ہے اس لئے میں بار بار لفظ جہاد استعمال کرتا ہوں یہ (الٰہی) تعلیم کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بدیوں سے بچنے کے لئے جہاد کا مضمون ہمارے سامنے رکھا ہے اور یہی روح جہاد ہے۔ اس لئے جس ملک میں آپ ہیں اگر آپ کے پاؤں وہاں سے اکھڑ گئے تو پھر کبھی کسی اور ملک میں آپ کے پاؤں نہیں جمیں گے۔ بھاگنے والا پھر بھاگتا چلا جاتا ہے' اور وہ نہیں تو اس کی اگلی نسلیں مغلوب ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اس لئے جہاں کہیں بھی کوئی احمدی ہے اسے بدیوں کے خلاف جہاد کرنا پڑے گا اور یہ جہاد گھر سے شروع ہونا چاہئے۔ اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ اعلیٰ اخلاق کے ذریعے آپ بداخلاقی سے بچنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ نے یہی مضمون ہمارے سامنے رکھا ہے (بدی کو نیکی کے ذریعے دور کرنے کی کوشش کرو)

بدیوں سے جہاد کا مطلب یہ نہیں کہ آپ نے چھرا گھونپ دیا کسی بدی کے سینے میں۔ بدی کے جہاد کا حقیقی معنی یہ ہے کہ آپ اپنے خلاؤں کو پُر کریں اور ان کو نیکیوں سے پُر کر دیں جہاں نیکی داخل ہو جائے وہاں بدی نہیں آسکتی جہاں خلا ہے وہاں بدی نے ضرور داخل ہونا ہے اور بغیر نیکی کو اپنائے آپ کسی بدی کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اور اسی لئے جب میں حسنِ خُلق کہتا ہوں تو میری یہی مراد ہے کہ اپنے خلاؤں کو پورا کریں

اپنے عادات کو مزین کریں۔ حسین بننے کی کوشش کریں اس کے بغیر نہ آپ بدیوں کا مقابلہ کرسکتے ہیں۔ نہ آپ اس عظیم مقصد کو حاصل کر سکتے ہیں جس کے لئے آپ کو پیدا کیا گیا ہے۔ یعنی تمام دنیا کی آپ نے اصلاح کرنی ہے۔ اتنا بڑا کام ہو اور گھروں میں بدخلقی کی باتیں ہوتی ہوں۔ یہ ایک ایسا تضاد ہے جسے خدا تعالیٰ کی تقدیر معاف نہیں کیا کرتی۔ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جنہیں گھروں میں نظرانداز کیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے خاوند کا بیوی سے سلوک ہے جو خاوند بیوی سے اخلاق نہیں برت سکتا اس نے دنیا کو کیا اخلاق سکھانے ہیں۔ ماں اپنے خاوند کے حقوق کی حفاظت نہیں کر سکتی اس سے حُسنِ معاملگی نہیں کرتی اس نے دنیا کو کیا اخلاق سکھانے ہیں۔ ایسا ماحول جس میں خاوند بیوی کے ساتھ بدتمیزی اختیار کر رہا ہے۔ بدکلامی اختیار کر رہا ہے۔ بدخُلقی اختیار کر رہا ہے۔ بیوی اس کے خلاف شور کر رہی ہے اور باغیانہ روّیہ اختیار کرتی ہے اور اگر وہ زیادہ جابر ہے۔ وہ اس کی عدم موجودگی میں بچوں کے کان ان کے خلاف بھرتی ہے اور اپنی مظلومی کا رونا اپنے بچوں کے سامنے روتی ہے۔ گویا اپنے خاوند کا انتقام لے رہی ہے۔ ایسے ماحول میں جو بچے پلیں گے وہ دنیا کے اخلاق کی حفاظت نہیں کرسکتے۔ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان صادق آتا ہے۔ (تم اپنے ہاتھوں سے اپنی اولاد کو قتل کرنے والے ہو)

ایسا ہرگز نہ کرو جب تم خود اپنے ہاتھوں سے اپنی اولاد کو ختم کر رہے ہو تو دنیا کو زندہ کرنے کے دعوے کیسے کرسکتے ہو اس سے بہت ہی اہم بات یہ ہے کہ تمام گھروں میں ہر خاوند اپنی بیوی کے ساتھ حسن معاملگی کرے۔ حُسنِ معاشرت کرے اس کے جذبات کا خیال رکھے اس سے نرم کلامی کرے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس سلسلے میں بہت ہی تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ بار بار اس موضوع پر اپنے لب بھی کھولے اور قلم بھی اٹھایا آپ کے ملفوظات میں یہ مضمون کثرت سے ملتا ہے اور آپ کی تحریروں میں بھی یہ مضمون کثرت سے ملتا ہے۔

اللہ کرے ہم سب ان بابرکت اور ایمان افروز ارشادات کی روشنی میں عمل کرنے والے ہوں ہمارا ہر عمل ایسا ہو جس کی حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور حضرت صاحب ہم سے اُمید رکھتے ہیں۔ آمین

OOO

اطلاعات و اعلانات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

درخواست دعا

O محترم مولانا ظہور حسین صاحب بخارا کے چھوٹے بیٹے ظفر کریم صاحب بوجہ پیٹ کے اپریشن کے جرمنی میں زیر علاج ہیں۔ کمزوری زیادہ ہے۔ ان کی صحت کاملہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

O مکرم چوہدری عبدالرحمان صاحب سابق ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کے بیٹے شریف الدین صاحب کے دل کے تین بائی پاس اپریشن ہوئے ہیں۔ بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی کامل صحت اور شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

O مکرم سعادت محمود خان صاحب دارالعلوم غربی حلقہ صادق کی والدہ محترمہ نصرت صدیقہ صاحبہ دو دن سے سانس کی تکلیف سے شدید بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال ربوہ میں داخل ہیں۔ احباب سے ان کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

O مکرمہ وسیمہ اکرم صاحبہ بیگم محمد اکرم اہل صاحب اسلام آباد سے اطلاع دیتی ہیں کہ ان کی والدہ مکرمہ صالحہ خاتون صاحبہ آج کل آسٹریلیا میں شدید علیل ہیں۔ کوما کی حالت ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل و کرم سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

نمایاں کامیابی

O مکرم محمد شریف صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ کھرپا تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ لکھتے ہیں کہ

میرے نواسے عزیز مکرم سمیر احمد ابن مکرم محمد ارشد صاحب ساکن رائے پور حال چونڈہ نے جوبلٹری کالج جہلم میں زیر تعلیم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۱- اکتوبر 97ء کو راولپنڈی میں آل پاکستان کالجز کے تقریری مقابلے میں اول پوزیشن حاصل کی ہے۔ اس سے پہلے جون میں اسلام آباد میں ایران کے کالج کے طلباء کے ساتھ تقریری مقابلہ میں عزیز نے اول پوزیشن حاصل کی تھی تو ملک معراج خالد نے شیلڈ عطا کی۔ پھر گھوڑا گلی میں مقابلہ ہوا وہاں بھی اول پوزیشن حاصل کرنے پر وزیر تعلیم نے شیلڈ دی۔ اس سے پہلے بھی عزیز تعلیمی میدان میں گولڈ میڈل اور سلور میڈل حاصل کر چکا ہے۔ مزید کامیابیوں کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اعلان داخلہ

O انسٹی ٹیوٹ آف Computational اینڈ مینیجمینٹ سائنسز زرعی یونیورسٹی فیصل آباد نے مندرجہ ذیل ماسٹرز پروگرام میں داخلہ کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں۔

(۱) MBA (۲) M.Sc. (کمپیوٹر سائنس)

(۳) ایم کام

پہلے دو پروگرام کے لئے گریجوایٹ اور ایم کام میں داخلہ کے لئے بی کام ہونا ضروری ہے۔ داخلہ فارم وغیرہ 250 روپے کے عوض نیشنل بینک یونیورسٹی برانچ سے دستیاب ہیں۔

(نظارت تعلیم)

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: 28- اکتوبر-1997ء
درجہ حرارت کم ازکم 18 درجے سنٹی گریڈ زیادہ سے زیادہ 25 درجے سنٹی گریڈ

○ چیف جسٹس مسٹر جسٹس سجاد علی شاہ نے کہا ہے کہ فلور کراسنگ سے متعلق آئین میں 14 ویں ترمیم انتہائی اہم معاملہ ہے۔ سپریم کورٹ اس بارے میں تفصیلی سماعت کرے گی اور فیصلہ کرے گی انہوں نے اٹارنی جنرل کی طرف سے سماعت ملتوی کرنے کی استدعا مسترد کرتے ہوئے موقع پر اٹارنی جنرل کو نوٹس جاری کر دیا اور کہا کہ اٹارنی جنرل عدالت کی اعانت کرتے ہوئے حکومتی موقف بیان کریں۔ فلور کراسنگ کے موضوع پر لاہور ہائی کورٹ میں وکلاء محاذ کی زیر التواء پیٹیشن کا ریکارڈ بھی طلب کر لیا گیا۔ اٹارنی جنرل کی طرف سے صوبوں کو فریق بنانے کی درخواست بھی یہ کہہ کر عدالت نے مسترد کر دی کہ یہ وفاقی معاملہ ہے۔

○ الجہاد ٹرسٹ کے چیئرمین حبیب الوہاب الخیری ایڈووکیٹ نے ایک پریس کانفرنس میں مطالبہ کیا ہے کہ اٹارنی جنرل کے خلاف توہین عدالت کی کارروائی کی جائے جو لوگ آئین کی کوئی بھی شق توڑنے کے مرتکب ہو رہے ہیں ان پر غداری کے مقدمے چلائیں گے۔

○ چیف جسٹس آف پاکستان نے کہا ہے کہ قانون سازی کا مقصد اچھائی ہونا چاہئے برائی نہیں۔

○ پنجاب بار کونسل نے حکومت کے خلاف اور عدلیہ کی حمایت میں 29- اکتوبر کو ہڑتال کرنے کا اعلان کیا ہے۔ بار کونسل کے وائس چیئرمین حافظ عبدالرحمٰن انصاری نے پریس کانفرنس میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت مختلف اقدامات کے ذریعے عدلیہ کے اختیارات کم کرنا چاہتی ہے۔

○ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس جناب جسٹس سجاد علی شاہ کی سربراہی میں تین رکنی فل بنچ نے آئی ایس آئی کی جانب سے انتخابات پر اثر انداز ہونے کے لئے رقوم کی تقسیم کے حوالے سے اصغر خان کیس کی سماعت 2- نومبر تک ملتوی کر دی ہے۔ اور کہا ہے کہ عوام کو پتہ چلنا چاہئے کہ 14 کروڑ روپے کیسے اور کس نے تقسیم کئے۔ اٹارنی جنرل نے سپریم کورٹ میں وزارت دفاع کی چٹھی پیش کی جس میں کہا گیا ہے کہ یہ حساس معاملہ ہے بند کمرہ میں سماعت کی جائے۔ چیف جسٹس نے کہا کہ فیصلہ میرٹ پر ہو گا۔ "ہم 21 ویں صدی میں داخل ہو رہے ہیں۔ یہ کمپیوٹر سائنس اور انفرمیشن کا دور ہے عوام سے چیزیں کیسی چھپائی جاسکتی ہیں۔"

○ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اور ایم کیو ایم کے سربراہ الطاف حسین کے درمیان لندن میں ڈیڑھ گھنٹہ کی ملاقات ہوئی۔ الطاف حسین نے کہا کہ حکومت کے خلاف سازش کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ انہوں نے تمام جمہوری قوتوں سے اپیل کی ہے کہ وہ جمہوری نظام کو مستحکم کرنے اور ملک و قوم کو درپیش مسائل حل کرنے کے لئے حکومت کی حمایت کریں۔ ایم کیو ایم کے علاوہ اے این پی اور جمہوری وطن پارٹی نے بھی نواز شریف کی حمایت کا اعلان کیا ہے۔

○ سابق وفاقی وزیر ملک عبدالقیوم سے حافظ آباد سے چند کلومیٹر کے فاصلہ پر 45 ہزار روپے اور نئی گاڑی ڈاکوؤں نے چھین لی۔

○ حروں کے روحانی پیشوا پیر پگاڑا نے کہا ہے کہ آنے والی ہر گھڑی اور لمحہ اہم ہے۔ کرامت ظہور پذیر ہونے کو ہے۔ 28- اکتوبر بڑا جوسی ڈے ہے۔

○ جنوبی افریقہ نے پاکستان کو فیصل آباد ٹیسٹ میچ ہرا کر ٹیسٹ سیریز جیت لی ہے۔ پانچ روزہ ٹیسٹ میچ کے چوتھے روز ہی جنوبی افریقہ نے میچ 54 رنز سے جیت لیا۔

○ شیخوپورہ سے 10 کلو میٹر دور اڈہ جوئیاں والہ حبیب بینک برانچ لوٹ کر فرار ہونے والے 4 ڈاکو پولیس مقابلہ میں مارے گئے ہیں۔

○ صدر مملکت سردار فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ ٹیکنالوجی میں ترقی کے بغیر ہم کہیں کے نہیں رہیں گے۔ یہ افسوسناک امر ہے کہ ترقی یافتہ ممالک نے پاکستانی سائنس دانوں کے لئے حصول علم پر پابندی لگادی ہے۔ اسلامی ممالک کی سرمایہ کاری صفر ہے۔ تیل ہی دولت نہیں بلکہ انسانی ذہن کا فروغ اصل دولت ہے کراچی میں ایوان صنعت و تجارت کے زیر اہتمام افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے صدر مملکت نے کہا کہ مالیاتی ڈھانچہ بہتر کئے بغیر معیشت کو مستحکم کرنا ممکن نہیں۔ پاکستان اسلامی ممالک کی مدد کرنے کو تیار ہے۔

○ عدلیہ حکومت کشیدگی سے پیدا ہونے والی صورت حال کے تناظر میں نوابزادہ نصراللہ خان نے عدلیہ بچاؤ تحریک شروع کرتے ہوئے تمام ہم خیال سیاسی جماعتوں کی آل پارٹیز کانفرنس بلانے کا فیصلہ کیا ہے۔

○ چین نے امریکہ کو کہا ہے کہ پاکستان سے ایٹمی تعاون ختم نہیں کریں گے۔

○ برونڈی میں تتسی فوج نے 70 ہوتو شہریوں کو گولیوں سے بھون ڈالا۔

○ شمالی عراق میں کرد تنظمیں آپس میں الجھ پڑیں 116- افراد مارے گئے۔

○ افغانستان کی طالبان حکومت نے خلیجی ریاستوں کی طرح اپنے ملک کا اسلامی مملکت افغانستان کا نام تبدیل کر کے اسلامی امارت افغانستان رکھ لیا ہے۔

○ واپڈا نے بجلی کے نرخوں میں 10 فیصد اضافہ کے لئے رپورٹ حکومت کو بھجوادی ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ اضافہ ناگزیر ہے ورنہ حکومت خصوصی گرانٹ دے۔ واپڈا کا خسارہ گذشتہ برس 23 ارب تھا۔ رواں سال میں 40 ارب ہو چکا ہے۔

تبدیلی نام

○ میں نے اپنے بیٹے کا نام فرخ ولید باسل کی بجائے ولید احمد رکھ لیا ہے آئندہ اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

ناصر احمد سدھو ابن محمد اشرف سدھو
مربی سلسلہ ضلع سیالکوٹ

1964ء سے میاں نسیم احمد طاہر کی معروف دکان آپکی خدمت میں مصروف
• ہم ہر ماہ زیورات کے نت نئے ڈیزائن متعارف کرواتے ہیں
• 23K اور 22K سونے کے زیورات تیار کئے جاتے ہیں
• زیورات کی واپسی پر کاٹ نہیں لی جاتی
نسیم جیولرز اقصیٰ روڈ ربوہ
فون دکان 0092-4524-212837
رہائش 0092-4524-212175
پروپرائٹرز: میاں نسیم احمد طاہر، میاں فرید یوسف

میٹرک - انٹرمیڈیٹ اور بی اے کی کتب اور معیاری سٹیشنری دستیاب ہے۔
نوبل سٹیشنری سنٹر اقصیٰ روڈ ربوہ

ہر قسم کی غیر ملکی کرنسی سے متعلق لین دین کا بااعتماد ادارہ
SPECIALISED IN FEBC DRAFT AND T.T ETC.
T. M. EXCHANGE
329-G PANORAMA CENTRE, THE MALL LAHORE (PAK)
TEL (92-42) 6368656. 6368389. 6369064. 6303235

انگریزی ادویات و ٹیکہ جات کا مرکز
بہتر تشخیص ٭ مناسب علاج
کریم میڈیکل ہال
گول امین پور بازار فیصل آباد
فون: 647434

ھوالشافی
مرض اٹھراء خصوصاً اور دیگر تمام امراض کے علاج کیلئے
طب یونانی کا مایہ ناز ادارہ
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ
فون 211538

8 فٹ سپیشل ڈش پر احمدیہ ٹیلی ویژن کی کرسٹل کلیئر نشریات کیلئے
فرج - فریزر - واشنگ مشین ٹی وی - گیزر - پنکھے - وی سی آر بھی دستیاب ہیں
رابطہ — انعام اللہ
عثمان الیکٹرونکس
1- لنک میکلوڈ روڈ بالمقابل جودھامل بلڈنگ پٹیالہ گراؤنڈ لاہور
فون: 7231680، 7231681، 7223204، 7353105

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی سوانح حیات
تحدیث نعمت
ملنے کا پتہ
طاہر کمپوزنگ سنٹر، گابا بلڈنگ، رائل پارک، لاہور
فون: 636 6931-631 1931